(۱۶)

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

خدا تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ

محض اُسیکے فضل و توفیق سے کتاب فیض انتساب نسخۂ لاجواب مردمک چشم اولی الالباب جو درحقیقت تمام تفاسیر معتبرہ کا بیمثل انتخاب اور احادیث حسنہ صحیحہ مقبولہ کا بے نظیر اقتباس اور احسن الفوائد کا کامل اور مکمل اضافہ ہی یعنی یہ

احسن التفاسیر

پارۂ ۳



تلک الرسل

مؤلفہ رئیس المفسرین سند المحدثین خاقان اقالیم تحقیق قہرمان ممالک تدقیق مروج دین متین نبوی شہسوار عرصۂ معانی علامۂ زمن جناب مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب سابق تعلقہ دار اول حیدرآباد دکن دامت برکاتہ۔ باہتمام احقر الانام سید عبد السلام ابن مولوی سید محمد مظہر مرحوم المغفور مالک مطبع فاروقی

مطبع فاروقی دہلی میں بحسن زیبائش مطبوع ہوئی

(تعداد طبع ۱۳۰۰) حسب ضابطہ جسٹری شدہ ہے قیمت فی پارہ ۸

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ

یہ سب رسول بڑائی دی ہمنے انہیں ایک کو ایک سے کوئی ہے کہ کلام کیا اس سے اللہ نے اور بلند کیے بعضوں کے

دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ

درجے اور دیے ہمنے عیسے مریم کے بیٹے کو نشانیاں صریح اور زور دیا اسکو روح پاک سے اور اگر چاہتا

اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِن بَعْدِهِم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَٰكِنِ اخْتَلَفُوا

اللہ نہ لڑتے اُن کے پچھلے بعد اسکے کہ پہنچے اُن کو صاف حکم لیکن وہ پھٹ گئے

فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

پھر کوئی اُنمیں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے لیکن اللہ

يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝

کرتا ہے جو چاہے۔

ع ۵ ۳۳ ۱

اوپر کی آیتوں میں ذکر تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہت اور نبوت دونوں کو جمع کر دیا حالانکہ ہمیشہ سے بنی اسرائیل میں یہ طریقہ تھا کہ نبوت ایک خاندان میں تھی اور بادشاہت دوسرے خاندان میں جیسکا ذکر اوپر آچکا ہے اب ان آیتوں میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مصلحت کے موافق گروہ انبیا میں کسیکو کسی طرح کی فضیلت دی ہے اور کسیکو کسی طرح کی جن انبیاء کو اللہ تعالےٰ نے اپنی ہمکلامی کی فضیلت دی ہے صحیح ابن حبان کی حضرت ابوذر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسے علیہ السلام اور حضرت محمد صلعم خاتم الانبیاء یہ تین نبی ہیں اور باتوں میں بعضے نبیوں کا درجہ کچھ اور بعضے کا کچھ جو اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے اوسکی تفصیل صحیحین وغیرہ کی معراج کی حدیث سے یوں معلوم ہوتی ہے کہ اوس رات مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اول آسمان پر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر غرض ان آیتوں اور حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مصلحت کے موافق گروہ انبیا میں بعضے نبیوں کو بعضے نبیوں پر فضیلت دی ہے اور اس فضیلت کو مبہم طور پر قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اسلئے امت کے لوگوں کو نہیں پہونچتا ہے کہ قرآن شریف کے اس ابہام کی تفصیل اپنے رائے سے کریں اور انبیاء کی فضیلت باہمی میں بحث و چرچا کر کے بعضے انبیاء کی کسر شان کے درپے ہوں اسیواسطے صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونمیں آپنے اسطرح کی بحث سے اپنی امت کو منع فرمایا ہے۔ لیکن صحیح مسلم کی حضرت ابوہریرہ کی اوس روایت سے جسمیں آپنے چھ باتوں کا ذکر فرما کر یہ فرمایا ہے کہ ان چھ باتوں کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے مجھکو سب انبیا پر فضیلت دی ہے اور حضرت ابوسعید خدری کی اوس روایت سے جسکو ترمذی نے معتبر سند سے روایت کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں کچھ فخر کے طور پر نہیں کہتا بلکہ بیان امر واقعی یہ ہے کہ میں سب اولاد آدم کا سردار ہوں اور اسی قسم کی اور احادیث سے

منزل ۱

علماء سلف اور خلف اس بات پر متفق ہیں کہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلعم افضل الانبیا ہیں اور آیۃ لیظہرہ علی الدین
کلہ سے اس اتفاق ہت کی پوری تائید ہوتی ہے آخر پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء اور ان کے معجزات
اور آسمانی کتابوں کے آنے کے بعد اللہ چاہتا تو امتوں کا آپس کا اختلاف اوٹھ جاتا اور سب راہ راست پر
آجاتے لیکن دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے یہ جان لیا ہے کہ بعضے
لوگ باوجود انبیاء اور آسمانی کتابوں کے آنے اور معجزات کے دیکھنے کے راہ راست پر نہیں آویں گے اور اسی اپنے
علم کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے جسکا نام تقدیر ہے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسکے
علم کے موافق ہے صحیحین کی حضرت ابوہریرہ کی حدیث مشہور ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ہر ایک انسان کی طبیعت میں دین حق کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھ کر انسان کو پیدا کیا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ انسان اپنی پیدائشی طبیعت کے مخالف جو کچھ کرتا ہے وہ اپنے فعل مختاری سے کرتا ہے
اللہ کی مرضی انسان کے ایسے کام کرنے کی نہیں ہے ہاں اپنے فعل مختاری سے انسان آج جو کچھ کر رہا ہے
اوسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے پہلے ہی جان لیا ہے لیکن اس جان لینے سے انسان کی کوئی
مجبوری لازم نہیں آتی رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ انسان کے فعل مختاری سے اوسکو روکتا تو یہ بات بھی تو اللہ
کی قدرت میں تھی اسکا جواب علماء نے جو دیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ یہ صورت ایک مجبوری کی ہے اور
مجبوری کا ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہے کیونکہ دنیا میں انسان کو امتحان کے طور پر پیدا منزل ۱
کیا ہے چنانچہ فرمایا خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ جب ایک شخص کو ایک کام پر مجبور کیا تو پھر
اس کا امتحان کیا باقی رہا۔ مراد بینات سے وہ قطعی دلیلیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں
مثلاً مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ مراد روح القدس سے حضرت جبرئیل ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
ہر وقت رہتے تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا
اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا پہلے اس دن کے آنے سے جسمیں نہ بکنا ہے اور نہ
خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝
آشنائی ہے اور نہ سفارش اور جو منکر ہیں وہی ہیں گنہگار

بعضے مفسروں کا یہ قول ہے کہ یہ آیۃ زکوۃ اور نفلی صدقہ دونوں کے باب میں نازل ہوئی ہے آخر آیۃ میں
آیۃ کے حکم کے موافق جو لوگ مال نہ خرچ کریں اونکو ظالم جو فرمایا ہے اوس سے اس قول کی
تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ اسطرح کا سخت وعید زکوۃ کے منکر کے حق میں ہی صادق آسکتا ہے نفلی صدقہ سے ہاتھ کھینچنے
والے شخص کے حق میں کافر و ظالم کا وعید نہیں صادق آسکتا۔ لیکن یہ تفسیر اونہی مفسرین کے نزدیک صحیح
ہوسکتی ہے جو رمضان کے روزے کو رکن دوم اور زکوۃ کو رکن سوم کہتے ہیں اور رمضان کے

روزوں کی فرضیت کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل ہیں اور جو مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ زکوٰۃ تو مکے میں فرض ہوئی ہے لیکن اوس کے وصول کے لئے عاملوں کا تقرر اور انتظام مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا ہے اون کے نزدیک اس مدنی آیۃ کا زکوٰۃ کے حکم میں نازل ہونا صحیح نہیں قرار پاسکتا۔ لیکن مسند امام احمد صحیح ابن خزیمہ نسائی ابن ماجہ مستدرک حاکم میں معتبر سند سے قیس بن سعد بن عبادہ کی جو روایت ہے اوس سے زکوٰۃ کا مدینہ منورہ میں ہی فرض ہونا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس روایۃ کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق صدقہ فطر زکوٰۃ سے پہلے فرض تھا زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد صدقہ فطر ایک اختیاری امر رہ گیا اب اس بات میں تو سب متفق ہیں کہ رمضان کے روزوں اور صدقہ فطر کی فرضیت ہجرت کے بعد ہے پھر ہجرت سے پہلے مکہ میں زکوٰۃ کیونکر فرض ہوسکتی ہے جبکی فرضیت صحیح روایۃ کے موافق صدقہ فطر کے بعد ہے اس آیۃ میں شفاعت کی اور آپس کی دوستی کی عام طور پر نفی فرمائی ہے لیکن اور آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد گنہگار اہل کلمہ لوگ اللہ کے رسول اور عام مومنوں کی شفاعت کے سبب سے دوزخ سے نکلکر جنت میں جاویں گے اسلئے اس آیۃ کا حکم غیر اہل کلمہ کے ساتھ خاص ہے اور اسیطرح کے حکم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو پوری اہل کلمہ نہیں ہیں بلکہ اُن کے عقیدہ میں قبر پرستی پیر پرستی کا شرک یا اُن کے اعمال میں کسیطرح کی ریا کاری ہے ❊

منزل اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اللہ اس کے سوا کسیکی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا نہیں پکڑتی اوسکو اونگھ نہ نیند اُسیکا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ
کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور پیچھے اور نہیں گھیرتے
بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ
اسکے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے گنجایش ہے اُسکی کرسی میں آسمان اور زمین کو اور تھکتا نہیں اُن کے
ع ۳۴ ۲ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ
تھامنے سے اور وہی ہے اوپر سب سے بڑا

جسطرح آیۃ والٰہکم الٰہ واحد اور اور توحید کی آیتیں مثلاً قل ہو اللہ احد وغیرہ توحید کے ثابت کرنے اور غیر اللہ کی پرستش کو باطل کرنے کے لیئے نازل ہوئی ہیں اوسی مطلب کے لیئے یہ آیۃ بھی نازل ہوئی ہے اس آیۃ کی فضیلت میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اُن میں سے ابو امامہ کی ایک وہ حدیث ہے جسکو نسائی اور طبرانی وغیرہ نے معتبر سند سے روایۃ کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اوسکے جنت کے جانے میں فقط اتنی ہی دیر ہے کہ اُسکی آنکھ بند ہو اور وہ دنیا سے اوٹھے ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع بتلایا ہے لیکن حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ ابن جوزی کی غفلت ہے جو اس حدیث

حدیث کو موضوع کہا ہے۔ طبرانی کی اس حدیث کی سند صحیح ہے طبرانی کی بعض روایتوں میں آیۃ الکرسی
کے ساتھ قل ہو اللہ احد کا ملانا بھی آیا ہے سند اس روایۃ کی بھی معتبر ہے سند امام احمد ترمذی وغیرہ میں معتبر سند
سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں یا حی یا قیوم اسم اعظم ہے ان ناموں کو پڑھکر جو کوئی کچھ جایز
دعا مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی۔

اللہ لا الہ الا ہو کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں لہ ما فی السموات وما فی الارض کا مطلب
یہ ہے کہ ستارہ پرستوں کے تارے اور بت پرستوں کے بت اور سوا اللہ کے جسکی پرستش کیجاوے یہ سب اللہ کی
مخلوق ہیں انہیں خالق بننے کی صلاحیت ہرگز نہیں ہے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی بادشاہوں کی
دربار کی طرح اوسکی بارگاہ میں کسیطرح کی غفلت اور بے خبری نہیں ہے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ
کا مطلب یہ ہے کہ شفاعت کے لیئے اللہ تعالے کی اجازت درکار ہے اور کسی مشرک کے حق میں اللہ تعالے
کسیکو شفاعت کی اجازت نہ دیوے گا کیونکہ اوسنے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ پھر یہ مشرک لوگ
اپنے بتوں سے شفعاؤنا عند اللہ کی توقع جو رکھتے ہیں یہ بالکل بے سود توقع ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم
کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی مخلوق کا حال اور آیندہ کا ذرہ ذرہ سب حال معلوم ہے اس لیئے
وہی معبود ٹھہرانے کے قابل ہے جن معبودوں کو اپنے عابدین کے نیک و بد کا کچھ حال ہی معلوم نہیں
وہ کیا معبود قرار پاسکتے ہیں اور ان کے عبادت سے کسیکو کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے ولا یحیطون بشیء منزل ۱
من علمہ الا بما شاء کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا علم بالکل ناقص ہے جس سے تم اپنے نیک و بد کو ہرگز نہیں
جان سکتے اس لیئے اللہ تعالے نے تمہارے حال اور آیندہ کی مصلحت کے لحاظ سے اپنے نبی کے ذریعہ سے
جو کچھ راستہ نجات کا اپنے علم ازلی کے موافق تمکو بتلایا ہے اوس کے موافق کاربند ہوگے تو نجات پاؤگے
اور اگر برخلاف علم الٰہی کے اپنی ناقص علم اور عقل سے کام لوگے تو برباد ہو جاؤگے +

وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم مستدرک حاکم میں سند معتبر سے حضرت عبد اللہ
ابن عباس کی ایک روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کرسی اللہ تعالے کے پاؤں رکھنے کی جگہ کا نام ہے
اور بعض روایتوں میں ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کا عرض و طول کرسی کے مقابلہ میں ایسا ہی
جسطرح ایک بڑے جنگل میں ایک چھلہ ڈالدیا جاوے اور عرش کی لمبائی اور چوڑائی سوا اللہ کے اور کسیکو
معلوم نہیں ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ اتنی بڑی کرسی اور زمین اور آسمان کی نگہبانی جس کے ہاتھ
میں ہے پرستش کے قابل وہی ہے ایسے بڑے بادشاہ کو چھوڑکر دوسروں سے التجا کرنا
سراپا نادانی ہے +

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ

زور نہیں دین کی بات میں کھل چکی ہے صلاح اور بے راہی اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے

وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور یقین لاوے اللہ پر اُسنے پکڑے رسی مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سنتا ہے جانتا

ابو داؤد اور نسائی اور صحیح ابن حبان ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ انصار کی بعض عورتیں اولاد کی تنا میں اسلام سے پہلے یہ نذر مان لیتے تھیں کہ ہمارے یہاں لڑکا پیدا ہوگا توہم اوسکو یہودی کر دیویں گے چنانچہ اسطرح کے کئی لڑکے انصار میں کے یہودی بنکر یہود کے قبیلہ بنی نضیر میں رہتے سہتے تھے جب اس قبیلہ کو آنحضرت صلعم نے نواح مدینہ سے جلاوطن کیا تو اونہوں نے ان لڑکوں کو اپنے ساتھ لیجانا چاہا اور انصار نے اون لڑکوں کو جبراً روکنا چاہا اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہہ آیتہ نازل فرمائی اور انصار کو اون یہودی لڑکوں پر جبر کرنے سے روکا اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب پر جبر نہیں جبکہ وہ جزیہ دیں اور مشرکین سے جہاد کرنے کی آیتوں کو اس آیتہ سے کچھ تعلق نہیں بعضے تفسیروں میں سوا اس کے اس آیتہ کی شان نزول اور کچھہ جو لکھی ہے اوسکی بہ نسبت جو شان نزول اوپر بیان کیگئی ہے وہی قوی ہے اور عبد اللہ بن مسعود کے قول کے حوالہ سے بعض تفسیروں میں یہ جو لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت صلعم جبتک مکہ میں تھے اوسوقت تک اسطرح درگذر کا حکم تھا جہاد کی آیتہ سے اب یہہ آیتہ منسوخ ہے یہ قابل اعتراض ہے کیونکہ ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان کی روایتہ متصل سے جب اس آیتہ کا نازل ہونا جلا وطنی بنی نضیر کے بعد ثابت ہے اور کتب مغازی اور کتب شرح حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ جلاوطنی بنی نضیر کی جنگ احد کے بعد ہے پھر خود یہ آیتہ آیتہ جہاد اور جنگ بدر اور احد کے بعد نازل ہوئی ہے آیتہ جہاد سے اسکو منسوخ کہنا کیونکر صحیح قرار پا سکتا ہے عروۃ الوثقی کی تفسیر مسلم وغیرہ کی اوس روایتہ میں ہے جسمیں عبد اللہ بن سلام کے خواب کا ذکر ہے وہ تفسیر خود آنحضرت نے لفظ اسلام سے فرمائی ہے اسکے سوا کسی دوسری تفسیر کی ضرورت نہیں + منزل

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اللہ کام بنانے والا ہے ایمان والونکا نکالتا ہے اُن کو اندھیروں سے اُجالے میں اور جو منکر ہیں

اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

۳۴ ع ۴ ۲ اُن کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں اُن کو اُجالے سے اندھیروں میں وہ ہیں دوزخ والے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

وہ اُسی میں رہ پڑے

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ بعضے نصرانی پہلے حضرت عیسے پر ایمان لاچکے تھے اور جب آنحضرت کی نبوت مشہور ہوئی تو آنحضرت پر بھی ایمان لائے ان کی شان میں اللہ تعالےٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی ہے معنے آیتہ کے یہ ہیں کہ جو شخص اللہ کے حکم کے موافق رسول وقت کی

اطاعت کرتا ہے اللہ اُسکو سیدھا راستہ روز روشن کیطرح ہر وقت دکھلا دیتا ہے اور جو شخص شیطان کے بہکانے میں آتا ہے وہ گمراہی کے اندھیرے میں پڑ کر فطرتی ایمان بھی کہو دیتا ہے +

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ

تونے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُس کے رب پر واسطے یہ کہ دی تھی اسکو اللہ نے سلطنت جب کہا

إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ

ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بولا میں بھی جلاتا اور مارتا کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے

يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ

سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اُسکو مغرب سے تب حیران رہ گیا وہ منکر اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

یہ بادشاہ جسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کے باب میں بحث کی اس کا نام نمرود بن کنعان تھا یہ بابل کا بادشاہ تھا اور چار سو برس کے قریب اِس نے سلطنت کی ہے یہ ملعون خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اسیواسطے اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسطرح کی بحث کی چار بادشاہ روئے زمین پر بہت بڑے ہوئے ہیں دو مسلمان حضرت سلیمان اور ذوالقرنین اور دو کافر نمرود اور بخت نصر یہ مباحثہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا اوس وقت ہوا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اوس آگ سے نجات دی ہے جو نمرود اور اوسکی قوم نے بتوں کے توڑنے کی سزا کے طور پر جلائی تھی جسکا پورا قصہ سورہ انبیا میں آوے گا جب نمرود نے سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوگوں کیطرح نمرود کو خدا نہیں کہتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ مباحثہ کیا اور سورج کو مغرب کیطرف سے نکالنے کی قدرت اپنے آپ میں نہ پاکر آخر کو قائل ہوگیا۔ اسواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالم لوگ اللہ کے حکم سے غالب ہونے کا رستہ نہیں پا سکتے قطع حجت کے لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کے مغرب سے نکالنے کی دلیل پیش کی ورنہ پہلی دلیل میں کسی مردہ کے جلانے کی حجت ابراہیم علیہ السلام پیش کرسکتے تھے اور اِس حجت میں بھی وہ کافر عاجز ہوسکتا تھا بعض مفسروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے یہ کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود نے یہ کہا کہ تمہارے آنکھوں کے سامنے کوئی مردہ زندہ ہوا ہے اسلیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسوقت سورج کو مغرب سے نکالنے کی دلیل سے اوس کافر کو قائل کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کی کہ یا اللہ تو مجھکو کسی مردہ کو جلا کر دکھا چنانچہ اوس کا قصہ آگے آتا ہے اِس مباحثہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تو حضرت لوط اور سارہ کو ساتھ لیکر ملک عراق سے شام کی طرف چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے حجت تمام کرنے کو ایک فرشتہ نمرود کی

ہدایت کے لیے بھیجا اور باوجود ہدایت کے جب نمرود راہ راست پر نہ آیا تو مچھروں کا عذاب بھیجکر اوس کو اور اُس کے لشکر کو غارت کر دیا اور لوگ تو مچھروں کے ناک میں گھس جانے اور دماغ میں کاٹنے سے فوراً مر گئے مگر خدا کی پھٹکار کے سبب سے نمرود اوس حالت میں بھی مدت تک جیا اور جب مچھر اوس کے دماغ میں کاٹتا تھا تو اس کے سر پر طرح طرح کی مار پڑتی تھی خدا تعالےٰ کو یہ ذلت اوس ملعون کو دینی تھی اسلئے اس بے حیا زیست سے اُسکو ایک مدت تک زندہ رکھا اہل کتاب اور مشرکین عرب میں سے جو لوگ اس آیۃ کے نازل ہونے تک اللہ کے رسول کی مخالفت سے باز نہیں آئے تھے اون کی تنبیہ کے لیئے اللہ تعالےٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی ہے تاکہ یہ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لیویں کہ اللہ کے رسول کی مخالفت ایسی بری چیز ہے جسنے نمرود جیسے صاحب حشمت بادشاہ کو ایسی ذلت و خواری سے مع اوس کے لشکر کے غارت کر دیا ان لوگوں کی کیا اصل و بنیاد ہے جو اونہوں نے رسول وقت کی مخالفت پر کمر باندھی ہے باوجود فہمایش کے اگر یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے تو ان پر بھی نمرود جیسا کوئی وبال پڑنے والا ہے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اس تنبیہ کا جو کچھ نتیجہ اہل کتاب و مشرکین مکہ دونوں کے حق میں ہوا اوسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ کچھ لوگ انہیں ذلت سے قتل اور قید ہوئے اور کچھ جلاوطن ؁

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ منزل

یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کہاں جلاوے گا اوسکو اللہ

بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ

مر گئے پیچھے پھر مار رکھا اُس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اُٹھایا کہا تو کتنی دیر رہا بولا میں رہا

يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ

ایک دن یا دن سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا

لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ

سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھکو ہم نمونہ کیا چاہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں

كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ

کسطرح اُن کو اُبھارتے ہیں پھر اُن پر پہناتے ہیں گوشت پھر جب اُس پر ظاہر ہوا بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ہر چیز پر قادر ہے

جب بنی اسرائیل نے بہت نافرمانی شریعت کی تو اللہ تعالےٰ نے بخت نصر بابلی کو اون پر مسلط کیا جو چھ لاکھ کے قریب فوج ساتھ لیکر بابل سے ملک شام کو آیا اور ہزارہا آدمی بنی اسرائیل کے قتل کر ڈالے اور ہزارہا آدمیوں کو قید کر کے بابل لے گیا ان قیدیوں میں حضرت عزیر بھی تھے پھر جب نمرود کی طرح

بخت نصر کی ناک میں بھی ایک مچھر گھس گیا جس سے وہ آخر کو ہلاک ہو گیا اور حضرت عزیر قید سے چھوٹ کر بابل سے ملک شام کو آئے اور بیت المقدس پر ان کا گذر ہوا تو بیت المقدس کو نہایت درجہ ویران دیکھ کر ان کے مونہ سے بے ساختہ یہ کلمہ نکل گیا کہ دیکھئے اللہ تعالے اس اوجڑے دیار کو کب اور کیونکر آباد کرے گا اللہ تعالے نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے سو برس تک انکو اور ان کی سواری کے گدھے کو مار ڈالا اور جب اس سو برس کے عرصہ میں وہ شہر پھر بس گیا تو انکو اور اون کے سامنے اون کے گدھے کو زندہ کیا اور وہ بسا ہوا شہر انکو دکھا دیا جس پر انہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے بخت نصر کی گردی میں توریت بھی ضائع ہو گئی تھی اسلیئے اللہ تعالے نے جب حضرت عزیر کو زندہ کیا تو توراۃ بھی اون کو یاد کرا دی بنی اسرائیل نے جو دیکھا کہ اتنے عمر کے بعد عزیر ابھی جوان ہیں اور توریت بھی اون کو یاد ہے تو بنی اسرائیل اون کو خدا کا بیٹا کہنے لگی اس قصہ کے نازل فرمانے سے اہل کتاب کو تو یہ جتلایا گیا ہے کہ باوجود امی ہونے کے توراۃ کے قصے صحیح طور پر جو نبی آخر الزمان بیان کرتے ہیں تو اون کے نبی ہونے میں اور وحی کی مدد سے اُن کے یہ قصے کتب آسمانی کے بیان کرنے میں کوئی شبہ اب باقی نہیں رہا اور اہل مکہ کو حشر کا جو انکار تھا اوس انکار کو اسیطرح اس قصہ سے ضعیف کیا گیا ہے جسطرح مقتول شخص کے زندہ کرنے کے قصہ سے اور وبا سے ڈر کر جو لوگ بھاگے تھے اُن کے قصہ سے اہل مکہ کے حشر کے انکار کو بے اصل ٹھرایا گیا ہے منزل ۱

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی
اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکہا مجکو کیونکر جلاویگا تو مُردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں
وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ
لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلکو فرمایا تو پکڑ چار جانور اُڑتے پہر اُن کو ہلا اپنے ساتہ پہر ڈال
عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
ہر پہاڑ پر اُنکا ایک ایک ٹکڑا پہر اُن کو پکار کہ آوینگے تیرے پاس دوڑتے اور جان لے کہ اللہ ع ۳۵
عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۴
زبردست ہے حکمت والا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے یہ کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے تو حضرت ابراہیم کو یہ شوق ہوا کہ حشر سے پہلے ہی خدا کی اس قدرت کا تماشا دیکھا جاوے حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسمیں کچھ شک نہیں تھا کہ ایک دن حشر ہونے والا ہے اور اوس دن اللہ تعالے سب اگلے پچھلے مردوں کو زندہ کرے گا کیونکہ حشر پر ایمان لانا سب انبیا کا ایک اجماعی مسئلہ ہے اسیواسطے جب اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا اولم تومن تو اونہوں نے لفظ بلیٰ سے جواب

ادا کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ سے یہ خواہش حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط اسلئے کی تھی کہ مرنے کے بعد متفرق اجزا مردہ کے کیونکر جمع ہوتے ہیں اور پریشان اجزا کے جمع ہوجانے اور اُن سے جسم کے طیار ہو جانے کے بعد اوس جسم سے روح کا تعلق کیونکر ہوتا ہے اِس سب کیفیت کو آنکھوں سے دیکھہ کر حشر سے پہلے ہی اوس کیفیت پر اطمینان حاصل کر لیویں کیونکہ معتبر خبر کے ذریعہ سے ایک کیفیت کو سنکر اوس کا یقین کرنا اور چیز ہے اور اُس کیفیت کو آنکھہ سے دیکھہ لینا اور چیز ہے اسلئے معاینہ احوال محشر کے بعد لوگوں سے یہ ارشاد ہوگا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید جسکا یہ مطلب ہے کہ معاینہ احوال محشر کے بعد وہ احوال لوگوں کی نظروں میں بچ جاوینگے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی وہ حدیث جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم شک کے زیادہ مستحق ہیں اوسکے معنے بھی معتبر علماء نے یہہ بیان کئے ہیں کہ اتباع ملت ابراہیمی کا ہمکو حکم ہے اور ہمکو اس مسئلہ میں کچھہ شک نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے جو خواہش کی تھی وہ علم الیقین سے عین الیقین کے درجہ تک ترقی حاصل کرنے کے لئے کی تھی کسی شک کے سبب وہ خواہش نہیں کی کیونکہ انبیاء کی شان اس شک سے بری ہے مجاہد اور عکرمہ کے قول کے موافق وہ چار جانور یہ تھے ایک مور دوسرا مرغ تیسرا کوا چوتھا کبوتر اللہ کے حکم کے موافق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِن جانوروں کو ذبح کر کے ان کے پروں اور اعضاء کو ملا دیا اور چار پہاڑوں پر اسکی ایک ایک ڈھیری رکھہ دی۔ پھر اُن کے سر ہاتھہ میں لیکر ایک ایک کو پکارا جسکو پکارا ہر ایک ڈھیری میں سے اُس کے پر اور اعضا خود بخود چھنٹے۔ اور اون چھنٹے ہوئے پروں اور اعضا سے اوس جانور کا دہڑ تیار ہوا اور فوراً حضرت ابراہیم کے پاس دوڑ کر آگیا حکم الٰہی کی یہ عظمت بھی غور کے قابل ہے کہ ایک جانور کا سر دوسرے جانور کے دھڑ پر لگانے کے لئے بطور امتحان کے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ہاتھہ بڑھایا۔ تو وہ دھڑ پیچھے ہٹ گیا اور اصلی دھڑ پر اسکا سر لگانا چاہا تو وہ سر آگے آگیا۔ غرض اصلی دھڑوں پر وہ سر آخر کو لگ گئے اور خدا کے حکم سے انمیں جان پڑ گئی۔ اور جانور ذبح کرنے سے پہلے جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے۔ جنکو دیکھکر حضرت ابراہیم کو اللہ تعالےٰ کے اِس قول کی پوری تصدیق ہوئی کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔ یہ قصہ جسمانی حشر کی شہادت ممکن ہونے کی پوری دلیل ہے اور اسی شہادت کے ظاہر کرنے کے لئے یہہ آیتہ نازل فرمائی ہے ✤

منزل ۱

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ

مثال اُن کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اُس سے اُگیں سات بالیں

فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکے واسطے چاہے اور اللہ کشائش والا ہے سب جانتا

وَاسِعٌ عَلِيمٌ
کشایش والا ہی سب جانتا

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب اور اُس خرچ کے اَجر کی بڑھنے کے ذکر میں اللہ تعالےٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی ہے اللہ کی راہ میں جو مال خرچ کیا جاوے بارگاہ الٰہی میں اوسکی شرطیں ہیں بڑی شرط تو یہہ ہے کہ جس مال میں سے اللہ کے نام پر کچھہ خیرات کیجاوے وہ مال نیک کمائی کا ہووے۔ چنانچہ صحیح بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک ذات ہے بغیر نیک کمائی کے کسی ناجائز کمائی کے مال کی خیرات اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی اب نیک کمائی کے مال میں سے خیرات ہونے کی صورت میں یہہ بھی ضرور ہے کہ خیرات کر کے کسی پر اوسکا احسان نہ جتلاوے اور دنیا کے دکھلاوے کا دخل خیرات میں ہرگز نہ آنے دیوے کیونکہ اسطرح کی خیرات بھی اکارت جاتی ہے چنانچہ اسکا ذکر تفصیل سے آگے کی آیتوں میں آتا ہے ان شرطوں کے پورا ہو جانے کی صورت میں مثلاً ایک روپیہ خرچ کیا تو اسکا اجر دس سے لیکر سات سو روپے تک خرچ کرنے کا ملےگا یہہ اپنی اپنی نیت کا پھل ہے جسکی نیت بالکل بخیر ہوگی وہ پورے سات سو کا اجر پاوےگا ورنہ کچھہ کمی ہو جاوےگی۔ اِس آیتہ میں تو عبادت مالی کا ذکر ہے۔ لیکن یہی حال عبادت بدنی کے اجر کا ہے چنانچہ صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ نیک عمل کا اجر دس گونے سے لیکر سات سو تک ہے لیکن روزوں کا اجر اس حساب سے باہر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا روزہ ایسی ایک بڑی بھاری عبادت کھانا پینا چھوڑنے کی انسان کے حق میں ہے جسکا اجر میں خود اپنی ذات سے مناسب طور پر دونگا معتبر سند سے ترمذی نسائی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ غیر آدمی غریب کو جو کچھہ دیا جاوے تو وہ اکہری خیرات ہے اور جو کچھہ قرابت دار محتاج کو بطور خیرات کے دیا جاوے وہ دوہری خیرات ہے اِس سے معلوم ہوا کہ غیر آدمی غریب کو دینے سے مثلاً جہاں ایک روپیہ کا سات سو کا اجر مل سکتا ہے اگر وہی ایک روپیہ قرابتدار غریب کو دیا گیا ہو تو بجائے سات سو کے چودہ سو کا اجر ملےگا واللہ واسع علیم کا یہہ مطلب ہے کہ اجر کے دینے میں اللہ کے خزانہ میں بڑی گنجایش ہے مگر وہ ہر ایک کی نیت کا حال خوب جانتا ہے جیسی جسکی نیت ہوگی ویسا ہی اوسکو اجر ملےگا۔ منزل

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا
جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر پیچھے خرچ کر کر نہ احسان رکھتے ہیں
أَذًى لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝
نہ ستاتے ہیں نہیں کو ہے ثواب انکا انکے رب کے ہاں اور نہ ڈر ہے انپر اور نہ وہ غم کھاویں گے

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝
بات معقول کہنا اور درگزر کرنا بہتر اس خیرات سے جسکے پیچھے ستانا اور اللہ بے پرواہ ہے تحمل والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ
اے ایمان والو مت ضایع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستا کر جیسے وہ جو خرچ کرتا ہے

مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ
اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اسکی مثال جیسے صاف پتھر

عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا
اسپر پڑی ہے مٹی پھر اسپر برسا زور کا مینہ تو اسکو کر رکھا سخت کچھ ہاتھ نہیں لگتی انکو اپنی کمائی

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اور اللہ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو

غزوہ تبوک میں حضرت عثمان نے ایکہزار اونٹ مع سامان اور عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم بطور خیرات کے دیئے تھے اونسپر یہہ آیتہ اوتری اور آیت کے اول حصہ میں اللہ تعالےٰ نے عام طور پر ان لوگونکی تعریف فرمائی ہے جو خیرات کے بعد اپنے دیئے کا کسی پر احسان نہیں رکھتے نہ اپنے دیئے کو جتلا کر کسی کو شرمندگی اوٹھانے کی ایذا و تکلیف دیتے ہیں بلکہ وہ جو کچھہ عقبےٰ کے اجر کی نیت سے دیتے ہیں اوس سے نہ کسی پر احسان جتانے کی اون کی نیت ہے نہ کسی کو شرمندہ کرکے ایذا دینے کی پھر آیت کے دوسرے حصہ میں اون لوگونکو ہوشیار کیا ہے جنکی عادت اس کے برخلاف ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا کے دکھاوے کو کچھہ دیتے ہیں اور اونکا وہ دینا اکارت جاتا ہے اسیطرح اونکا دینا بھی اکارت ہے جو دیئے کے بعد لوگوں پر احسان کا بوجھ رکھتے ہیں یا دیئے کے بعد لوگوں کو یہانتک جتلاتے ہیں کہ لینے والے کو شرمندگی اوٹھانے کی ایذا پہونچتی ہے پھر فرمایا کہ یہہ عادتیں تو ان لوگوں کی ہیں جنکو عقبےٰ کے اجر کا یقین نہیں ہے ایماندار آدمی میں اسیطرح کی عادت ہرگز نہیں ہونی چاہیئے پھر ایک مثال بیان فرمائی کہ اسیطرح کی عادت والوں کا دینا ایسا ہے جیسے کوئی ایک پتھر پر تھوڑی سی مٹی دیکھہ کر کھیتی کرے اور زور کا مینہ برس جانے سے وہ مٹی مع کھیتی کے دھل دھلا کر صفا چٹ پتھر نکل آوے اور اس کھیتی کی پیداوار کھیتی کرنے والے کے ہاتھہ کچھہ بھی نہ لگے اسیطرح بظاہر دنیا میں تو یہہ لوگ خیرات کرتے ہیں مگر عقبےٰ میں اون کو اوس خیرات کا اجر کچھہ نہیں ملنے والا بلکہ اوس کھیتی والے کی طرح وہاں یہہ لوگ بالکل خالی ہاتھہ رہجاویں گے
صحیح مسلم ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ قیامت کے دن بہت سے شہیدوں سے یہہ کہا جاوے گا کہ دنیا میں بہادر مشہور ہونے کے لیئے تم نے اپنی جان دی ہے اسلیئے آج تمکو کچھہ اجر شہادت کا نہیں مل سکتا اور پھر اسیطرح نیک عملوں کا بھی جواب ملے گا اس سے معلوم ہوا

منزل ۱

کہ عبادت خواہ مالی ہو خواہ بدنی جس عبادت میں آدمی کی عقبےٰ کے اجر کی نیت خالص نہ ہو گی وہ عبادت قیامت میں رائگاں جاوے گی +

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
اور مثال اون کی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی چاہ کر اور اپنا دل ثابت کر کر جیسے ایک
كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ
باغ ہے بلندی پر اوسپر پڑا مینہ تو لایا اپنا پھل دونا پھر اگر نہ پڑا اوسپر مینہ
فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ
تو اوس ہی پڑی اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسیکو کہ ہووے اوسکا ایک باغ کھجور
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ
اور انگور کا نیچے اوسکے بہتی ندیاں اوسکو وہاں حاصل سب طرح کا میوہ اور اوسپر
الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاۗءُ ښ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۭ كَذٰلِكَ
بڑھاپا پڑا۔ اور اوسکی اولاد ہیں ضعیف تب پڑا اوس باغ پر بگولا جسمیں آگ تھی تو وہ جل گیا یوں
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝
سمجھاتا ہے اللہ تمکو آیتیں شاید تم دھیان کرو

ع ۳۶ منزل ۱

دنیا کے ہر ایک باغ کے جسطرح دو موسم ہوتے ہیں ایک پھل کھانے کی نیت سے باغ میں ہر طرح کے پودے لگانیکا موسم اور پھر اون پودوں کے اُگ جانے اور بڑھ جانے اور اُن میں پھل آجانے پر اُن کے پھل کھانے کا موسم اسیطرح انسان کے عملوں کے دو زمانہ ہیں ایک دنیا میں نیک عمل کرنے کا زمانہ جسکو باغ میں پودے لگانے کے سات پوری مشابہت ہے دوسرا عقبےٰ میں اون نیک عملوں کا اجر پانے کا جسکو باغ کے پھل کھانی کے موسم کے سات پوری مشابہت ہی۔ اِن ہی مشابہتوں کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے اِن آیتوں میں لوگوں کے نیک و بد عملوں کی مثال دو باغوں کا ذکر فرما کر لوگوں کو سمجھائی ہے ایک باغ تو وہ ہے جو اونچی جگہ پر ہر طرح کی پامالی سے بچا ہوا ہے۔ مینہ۔ اوس۔ سب کچھ اوس کی ترقی کا سبب ہے۔ اِس لئے امید سے زیادہ اوس کے پیڑوں میں پھل آیا یہ اون لوگوں کے عمل کی مثال ہے جو خالص عقبےٰ کے اجر کے ارادہ سے عمل کرتے ہیں آخر مثال پر واللہ بما تعملون بصیر کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک کے دلی ارادہ کا حال اللہ تعالیٰ ہی کو خوب معلوم ہے۔ دوسرا باغ بھی اچھا تھا۔ مگر عین بہار کے وقت اوس باغ کے حق میں ایسی مخالف ہوا چلی کہ تمام باغ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اور ایسے وقت پر جلا کہ بوڑھاپے کے سبب سے باغ والا اور چھوٹی عمر ہونے کے سبب سے اوسکی اولاد دوسرا باغ لگانے سے سب عاجز ہیں یہ اون لوگوں کے عمل کی مثال ہے کہ دیکھنے میں وہ روزہ نماز خیر خیرات سب کچھ کرتے ہیں مگر یہ سب کچھ دنیا کی کسی

غرض سے عقبےٰ کی نیت سے کچھ بھی نہیں اسلئے قیامت کے دن اوس بڈہے باغ والے کی طرح ایسے لوگ اپنے عملوں کے اجر سے بالکل ہاتھہ دہو بیٹھیں گے آخر مثال پر کذلک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تتفکرون کا یہ مطلب ہے کہ آیتہ کے نازل ہونے کے وقت تک جو لوگ دنیا میں زندہ و حیات ہیں اون کو اپنے عملوں کی اصلاح میں غور و فکر کرنے کا موقع حاصل ہے یہ وقت ہاتھہ سے نکل گیا تو عین وقت پر اوس بڈہے باغ والے کی طرح پھر کچھہ نہیں ہو سکنے کا صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ سے پوچھا کہ مفلس کون آدمی کہلاتا ہے صحابہ نے جواب دیا کہ حضرت مفلس وہی شخص ہے جسکے پاس کچھہ روپیہ پیسہ نہو آپ نے فرمایا نہیں اصل مفلس وہ آدمی ہے جسکے نامہ اعمال میں نیک عمل جنت کے جانے کے قابل ہونگے لیکن ساتھہ ہی اس کے اوسنے لوگوں پر ظلم اسقدر کئے ہونگے کہ ان ظلموں کے بدلے میں اوس شخص کے سب نیک عمل مظلوموں کو بٹ جاویں گے اور آخر کو وہ شخص دوزخ میں ڈالدیا جاوے گا اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بعضے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ اون کے عملوں میں کچھہ خرابی نہ ہوگی۔ مگر ظلم و زیادتی کے سبب سے اون لوگوں کے نیک عمل اون کے کچھہ کام نہ آویں گے اسلئے انسان کو لازم ہے کہ اپنے عملوں کی اصلاح کے ساتھہ ظلم و زیادتی سے بچنے کا بھی پورا خیال رکھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ منزل ۱

اے ایمان والو خرچ کرو ستہری چیزیں اپنی کمائی سے اور جو ہمنے نکالدیا تمکو زمین میں سے

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا

اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ نہ لوگے مگر جو آنکھیں موند لو

فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۞ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ

اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا ہے خوبیوں والا شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو تنگی کا

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

اور حکم کرتا ہے بیحیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا اور اللہ کشائش والا

عَلِيْمٌ ۞ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا

سب جانتا دیتا ہے سمجھ جسکو چاہے اور جسکو سمجھ ملی بہت خوبی

كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ

ملی اور وہی سمجھیں جنکو عقل ہے اور جو خرچ کروگے کوئی خیرات

مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۞

یا قبول کروگے کوئی منت سو اللہ کو معلوم ہے اور گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار

إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ

اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تمکو

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

بہتر ہے اور اوتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

حاکم ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد اور نسائی میں معتبر سند سے چند صحابیوں کی روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے لوگ صدقہ دینے میں کچھہ تو تنگی کرتے تھے اور کچھہ بیکار اور بری چیز صدقہ میں دیتے تھے اوسپر اللہ تعالے نے یہہ آیتہ نازل فرمائی اور جتلا دیا کہ اللہ تعالے کی ذات غنی ہے اوسکو تمہارے صدقہ اور تمہاری خیرات کی کچھہ پروا نہیں ہے صرف تمہارے بھلے کے لیئے تمکو خیرات کا حکم دیا ہے تاکہ خالص دل سے تم ایک پیسہ یا ایک پیسہ کی چیز خیرات کرو تو جسقدر تمہارا خلوص ہو اُسکے موافق ایک کے بدلے دس سے سات سو تک تمکو دنیا میں اور بے شمار عقبے میں اجر عنایت فرماوے اسطرح کی دل سے اوتری ہوئی چیزیں جنکو کوئی تمہیں دے تو تم خود لینا پسند نکرو اللہ تعالے کی بارگاہ میں ہرگز قبول ہونے والی نہیں صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ شیطان اپنے شیاطینوں کو بھیج کر لوگوں کو ہر طرح سے بہکاتا ہے۔ اوسیکو آیتہ میں فرمایا کہ شیطان صدقہ خیرات کے وقت محتاج ہو جانے سے ڈراتا ہے اور طرح طرح کی بری باتیں سکھاتا ہے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالے کا وعدہ یہہ ہے کہ صدقہ خیرات سبب مغفرت کا ہے پھر یہہ بھی فرمایا کہ تم از خود یا نذر مانکر جو صدقہ خیرات کروگے اللہ کو سب معلوم ہے وہ ایک دن تمکو اوسکا بدلہ دیویگا نیت خیر ہو تو علانیہ اور چھپا کر دونوں طرح صدقہ جائز ہے مگر صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی جو روایت ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا چھپا کر دینا افضل ہے + منزل

لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ

تیرا ذمہ نہیں انکو راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاوے جسکو چاہے اور مال جو خرچ کروگے سو اپنے

فَلِأَنفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ

واسطے جبتک نہ خرچ کروگے مگر اللہ کی خوشی چاہ کر اور جو خرچ کروگے خیرات

يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

پوری ملیگی تمکو اور تمہارا حق نہ رہے گا۔ دینا ہے ان مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں اللہ کی راہ میں

لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے انکو بیخبر محفوظ ان کے نہ مانگنے سے

تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ع

تو پہچانتا ہے اُنکو اُنکے چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو خرچ کروگے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے

نسائی حاکم ابن ابی حاتم طبرانی اور بزار نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اسلام سے پہلے اکثر صحابہ اور یہود میں قرابت تھی اور اس قرابت کی وجہ سے صحابہ اون سے طرح طرح کے سلوک کیا کرتے تھے اسلام کے بعد اس سلوک سے صحابہ نے باز رہنے کی اجازت آنحضرت سے چاہی آپنے بھی اس خیال سے کہ شاید یہہ طریقہ یہود کو کچھ راہ راست پر لاوے صحابہ کو اس کی اجازت دیدی اوس پر اللہ تعالے نے یہہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ جس کسی کی ہدایت اللہ کو منظور ہوتی ہے وہ ہر طرح راہ راست پر آجاتا ہے۔ بدون مرضی اللہ کے تمہاری ایسی باتوں سے کیا ہدایت ہوگی اور اللہ کو اسطرح کی مجبوری کا ایمان کب پسند ہے کہ کوئی کھانا بند کرنے سے ایمان لاوے اور کوئی پانی اسلیئے تم اپنے قرابتداروں سے جو کچھ سلوک کیا کرتے تھے وہ کیئے جاؤ اور اللہ کی ہدایت کے منتظر رہو اس آیۃ کے بعد آپنے صحابہ کو حکم دیدیا کہ بلا لحاظ دین جو کوئی جس سے کچھ سلوک کرتا تھا وہ کرے جاوے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے جو روایۃ اس شان نزول کے ہم معنے ہے اوسکا حاصل یہہ ہے کہ مسکین وہ نہیں ہے جو گھر گھر مانگتا پھرتا ہے بلکہ اصل مسکین وہ ہے جو اتنا نہیں رکھتا کہ اوسکے خرچ ضروری کے لیئے کافی ہو وہ حدیث اس شان نزول کی مؤید ہے مفسرین نے لکھا ہے فقراء سے مراد مہاجرین اہل صفہ ہیں جو باوجود تنگی کے کسی سے سوال نہیں کرتے تھے +

منزل ۱

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ
جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن چھپے اور کھلے تو ان کو ہے مزدوری
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○
ان کی اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے انپر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

طبرانی ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق ابن جریر اور ابن المنذر نے روایۃ کی ہے کہ عقبے کے اجر کے خیال سے جب صحابہ میں طرح طرح کی خیرات کا چرچہ ہوا مثلاً اکثر صحابہ نے جہاد کا سامان گھوڑے اور ہتھیار خریدے اور مجاہدین کو طرح طرح کی مدد دی مثلاً حضرت علی کے پاس چار درہم تھے آپ نے ایک رات دن میں چھپے اور ظاہر وہ سب خیرات کر دیئے اوسپر اللہ تعالے نے یہہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اون کو اللہ سے بڑے بڑے اجروں کی توقع رکھنی چاہیئے حضرت علی کے چار درہم خیرات کرنے کے قصہ کی روایۃ میں اگرچہ ابن جریر وغیرہ کی سند ضعیف ہے مگر ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے طریق سے جو اس قصہ کو روایۃ کیا ہے وہ سند قوی ہے اور اس قوی طریق کی مدد سے وہ ضعیف طریقہ بھی کچھہ قوت پکڑ جاتا ہے صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص نیک نیتی اور عقبے کے اجر کے خیال سے اپنی بی بی بچوں کے نان ونفقہ میں بھی کچھہ خرچ کریگا تو اوسکو بھی قیامت کے دن اوس خرچ کرنیکا اجر خدا کی درگاہ سے ضرور ملیگا۔!

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
جو لوگ کہاتے ہیں سود نہ اُٹھینگے قیامت کو مگر جیسے اُٹھتا ہے جسکے حواس کہو دیئے جن نے

وقف لازم

مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ
لپٹ کر یہ اسواسطے کہ اُنھوں نے کہا سوداگری بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ
اور حرام کیا سود پہر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور باز آیا تو اسکا ہے جو آگے ہوچکا اور اسکا حکم

اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ
اللہ کے اختیار اور جو کوئی پہر کرے وہی ہیں دوزخ والے لوگ وہ اوسی میں رہ پڑے مٹاتا ہے اللہ

الربع

الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
سود اور بڑھاتا ہے خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
اور عمل نیک کیے اور قایم رکھی نماز اور دی زکوۃ اُن کو ہے بدلا اون کا

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
اپنے رب کے پاس اور نہ اون کو خوف ہے نہ وہ غم کہاویں گے

منزل ۱

اوپر کی آیتہ میں اللہ تعالےٰ نے اون نیک لوگوں کا ذکر فرمایا تھا جو بذریعہ صدقہ وخیرات کے اپنے مال سے دنیا میں خلق اللہ کو نفع پہنچاتے ہیں اور عقبےٰ میں اوس خیرات کے اجر کی اللہ سے توقع رکھتے ہیں اس آیتہ میں اون لوگوں کے مقابل کے اون بد لوگوں سود خواروں کا ذکر فرمایا ہے جنھوں نے اپنے مال کے طفیل میں اپنی دین دنیا کو خراب اور خوار کر دیا مسند امام احمد وغیرہ کی شب معراج کی حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں کچھہ لوگ آپنے دیکھے جن کے پیٹ بڑے بڑے گہر اور کوٹہوں کے برابر ہیں اور ہزارہا سانپ اور بچھو اون کے پیٹوں میں بہرے ہیں دنیا میں ایک سانپ یا بچھو کیسکو کاٹتا ہے تو وہ باولوں کی طرح بھاگا بھاگا پھرتا ہے حسب بیان مخبر صادق کے جس شخص پر اوس قسم کا عذاب قبر ہو کہ ہزارہا سانپ بچھو اوسکے پیٹ میں بھرے ہوں تو باولوں کیطرح قبر سے اوسکا اوٹھنا ظاہر ہے اس حدیث کا پورا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں آویگا۔ مشرکین عرب میں اکثر سود کے لین دین کا یہ طریقہ جاری تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھہ روپیہ قرض دیتا تھا اور اس قرض کی مدت پر اگر روپیہ ادا نہوا تو مدت کچھہ زیادہ کر کے قرضہ کی رقم کو بھی کچھہ بڑھا دیا جاتا تھا۔ اور اپنی سمجھہ کے موافق وہ لوگ اس طریقہ کو بیع کی ایک قسم خیال کرتے تھے اور اوس قرضہ کی مدت جو بڑھاتے تھے اوسکو خرید وفروخت کی ایک چیز اور اس مہلت کے معاوضہ میں جو رقم بڑھائی جاتی تھی اوس کو اوس مہلت کی قیمت اونہوں نے

قرار دے رکھا تھا لیکن وہ مدت کوئی مالیت کی چیز نہ تھی اسلیئے اللہ تعالے نے اوس صورت کو بیع قرار دینا انکا دیوانہ پن
قرار دیا اور حشر میں بھی سزا انکے لیئے یہ تجویز کی کہ وہ قبروں سے دیوانہ ہو کر اوٹھیں گے ہاں جو لوگ سود کے
حرام ہونے کی آیتہ کے بعد آیندہ سود لینے سے توبہ کر لینگے اون کو آیتہ سے پہلے کا سود کا مواخذہ معاف ہے
یہہ تو سود خواروں کا عقبے کا حال ہوا دنیا میں اُن کے سودی مال کا وہی حال ہوتا ہے جو اللہ تعالے نے
فرمایا ہے کہ سود کے لالچ کے مارے وہ لوگوں کو روپیہ دیتے ہیں تھوڑے دنوں تو اپنا دل خوش کر لیتے ہیں کہ
ایک ایک کے دو دو اور چار چار ہو گئے پھر تجربہ سے ہزاروں جگہ یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آخر کو اون کا
سود اصل سب کچھ اسطرح مٹ جاتا اور ڈوب جاتا ہے جسطرح خیرات کا مال دس سے سات سو تک بڑھتا ہے صحیح مسلم میں
حضرت جابر سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے سود کے کھانے والے کھلانے والے سود
کے لین دین کی تحریر لکھنے والے گواہی دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے مراد مومنین سے اس آیتہ میں
خاصکر وہ لوگ ہیں جو سود کو حرام جانتے ہیں اور سود کے معاملہ میں نہیں پڑتے سود خواروں کو ناشکرا اسلیئے
فرمایا کہ اللہ تعالے نے اون کو آسودگی کی نعمت جو دی تھی اسکی شکر گذاری اونہوں نے اوس مال کو نیک کاموں میں
خرچ کر کے کچھ نہیں کی بلکہ سود خواری سے ناشکر اور گنہگار بن گئے مسند امام احمد ابن ماجہ مستدرک حاکم میں عبد اللہ
ابن مسعود سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ سود کی رقم کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہہ رقم ظاہر میں چند روز
بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے لیکن انجام اسکا نقصان اور گھاٹا ہے حاکم نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے منزل ۱
مستدرک حاکم میں معتبر سند سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ جس بستی میں سود خواری بڑھ جاوے گی وہاں اللہ کا عذاب ضرور آوے گا +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہگیا سود اگر تمکو یقین ہے

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ

پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہنچتے ہیں

أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى

اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے

مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○

جبتک کشایش پاوے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے اگر تمکو سمجھ ہو

مسند ابو یعلے موصلی اور ابن منذر تفسیر ابن جریج تفسیر مقاتل اور تفسیر سدی میں کلبی نے ابو صالح کی سند سے
حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایتہ بیان کی ہے اور متقدمین مفسرین نے لکھا ہے کہ یہہ سلسلہ روایتہ کا
اچھا ہے قابل اعتراض نہیں ہے حاصل اِس روایتہ کا یہہ ہے کہ بنی عمرو بن عمیر ایک قبیلہ تھا اسلام سے پہلے

اوس قبیلا اور ایک دوسرے قبیلہ بنی مغیرہ میں سود کا لین دین تھا سود کے حرام ہوجانے کے بعد بنی عمرو بن عوف نے اپنی باقی رقم سود کا تقاضہ بنی مغیرہ سے کیا انہوں نے کہا اسلام کے بعد ہم سود کی رقم نہیں دیویں گے یہ جھگڑا مکہ کے عامل عتاب بن اسید کے روبرو پیش ہوا انہوں نے آنحضرت کی خدمت میں اس قصہ کی اطلاع لکھ کر بھیجی اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہہ آیتہ مدینہ منورہ میں نازل فرمائی اور فرمایا کہ جو لوگ مومن اور اللہ کے حکم کے فرمانبردار ہیں اونکو ہرگز روا نہیں ہے کہ حکم الٰہی سے سود کے حرام ہوجانے کے بعد پھر سود کی رقم کا مطالبہ کریں اور جسطرح یہہ قرض دینے والے لوگ سود کی رقم کا مطالبہ نکریں اسیطرح قرضدار لوگوں کو بھی یہہ نہ چاہیئے کہ وہ باوجود آسودہ حالی کے ان کی اصل رقم کے دینے میں دیر کریں۔ یا اصل رقم میں سے کچھہ دبا رکھیں ہاں جو قرضدار تنگ دست ہوں اونکو اسقدر مہلت ضرور دیجاوے کہ اونکا ہاتھہ ذرا فراغت ہوجاوے اور اگر قرض دینے والے لوگ تنگدست قرضداروں کو قرضہ کی پوری رقم یا اوسکا کچھہ حصہ معاف کردیویں تو اونکو یہہ جتلایا جاچکا ہے کہ اسکے اجر میں دس سے لیکر سات سو تک خدا دیوے گا صحیح مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہہ ہے کہ جو قرض دینے والا شخص اپنے تنگدست قرضدار کو اوسکی فراغدستی تک ادائے قرضہ کی مہلت دیوے گا تو اللہ تعالیٰ حشر کے روز میدان کی گرمی میں ایسے شخص کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دیوے گا اور اگلی آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے حشر کے دن کی اور اوس دن کی جزا سزا کی یاد دہی لوگوں کو اسلیئے فرمائی ہے کہ عقبے کی جزا سزا اون کے دلوں پر جم جاوے اور اس خیال سے نیک کاموں کی رغبت اون کے دلوں میں پیدا ہوجاوے اور یہہ بھی فرمادیا ہے کہ باوجود اس فہمایش اور نصیحت کے پھر بھی اگر کوئی شخص اللہ کے حکم کی مخالفت کرے گا تو اوسکو چاہیئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑنے کو طیار ہوجاوے غرض اسکے یہہ ہے کہ اگر یہہ لوگ مسلمان ہوکر مشرکوں کی طرح اللہ کے حکم کی مخالفت کریں گے تو مشرکوں کیطرح ان پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فوج کشی کرنیکا حکم دیوے گا +

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اور ڈرتے رہو اوس دن سے جمیں اوسلٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پھر پورا ملے گا ہر شخص کو جو اسنے کمایا اور انپر ظلم نہ ہوگا

معتبر سند سے نسائی تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایتہ ہے کہ سب سے آخر قرآن شریف کی یہی آیتہ نازل ہوئی ہے جس سے یہہ اشارہ ہے کہ اس آیتہ کے بعد خوف آخرت ہے ایک چیز ہے جو اللہ سے ڈرنے کا ایک ذریعہ دنیا میں قیامت تک چھوڑا جاتا ہے رسول وقت کی صحبت قرآن شریف کا ہر نصیحت کے موقع پر نازل ہونا آیندہ سے بند ہے چنانچہ اس آیتہ کے نزول کے نو راتوں کے بعد آنحضرت صلعم نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون جو آخری ذریعہ عقبے کے پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلیے

منزل ۱

ع ۳۸ ۶

دنیامیں رکھاہے وہی خوف عقبےٰ ہے ہادیٔ مطلق مسلمانوں کو ہدایت دے کہ کوئی مسلمان اوس ذریعہ سے غافل نہ رہے

آمین یارب العالمین ✣

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ

اے ایمان والو جسوقت معاملہ کرو آپس میں اوہار کا کسی وعدے مقرر تک تو اسکو لکھو اور چاہیے کہ لکھدے تمہارے

بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ

درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے اور نہ کنارہ کرے لکھنے والا اس سے کہ لکھدیوے جیساکہ سکھایا اسکو اللہ نے سو وہ لکھے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ

اور بتاوے جسپر حق دینا ہے اور ڈرے اللہ سے جو رب ہے اسکا اور ناقص نکرے اسمیں سے کچھ

فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ

پھر اگر جس شخص پر دینا آیا بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتا سکتا تو بتادے

هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ فَإِنْ لَمْ

اسکا اختیار والا انصاف سے اور گواہ کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے پھر اگر

يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ

منزل ۱

نہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں جنکو پسند رکھتے ہو تم شاہدوں میں کہ بھول جاوے

إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ

ایک عورت تو یاد دلائے اسکو دوسری اور کنارہ نہ کریں گواہ جسوقت بلائے جاویں

وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ

اور کاہلی نہ کرو اسکے لکھنے سے چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا اسکے وعدے تک اسمیں خوب انصاف ہے اللہ کے ہاں

وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

اور درست رہتی ہے گواہی اور لگتا ہے تمکو شبہ نہ پڑے مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا

پھیر بدل کرتے ہو آپسمیں تو گناہ نہیں تمپر کہ نہ لکھو اسکو اور گواہ کرلو جب

تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ

سودا کرو اور نقصان نہ کرے لکھنے والا اور نہ شاہد اور اگر ایسا کروگے تو یہہ گناہ کی بات ہے تمہارے اندر

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور تم ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تمکو سکھاتا ہے اور اللہ سب چیز سے واقف ہے

سفیان ثوری نے بواسطہ مجاہد کے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایتہ کی ہے کہ یہہ آیتہ بیع سلم کے جائز
ہونے کے حکم میں نازل ہوئی ہے کسی چیز کی قیمت پیشگی دیکر وہ چیز کچھ مدت کے بعد لیجاوے تو اوس کو
بیع سلم کہتے ہیں اوسکی شرایط اور اون شرایط میں علما کا جو اختلاف ہے اوس کی صراحت فقہ کی کتابوں میں ہے
صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ بیع سلم میں ماپ تول اور مدت بیع کا معلوم ہوجانا ضروری ہے اسلئے علما نے لکھا ہے کہ مہینوں کی مدت ہو
تو اوسکا صاف ذکر بیع سلم میں آجانا چاہیئے مجہول مدت جیسے غلہ کا کٹنا یا کھلیانوں کا اوٹھنا یا کسی قافلہ کا واپس
آنا ایسی باتیں بیع سلم کی مدت مقرر کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں مدتی معاملہ کو لکھہ لینے کا حکم اس لئے ہے
کہ زبانی بات بہت دنوں تک یاد نہیں رہسکتی یہی حال گواہی کا ہے کہ گواہی کے بعد معاملہ پکا ہوجاتا ہے
بھول چوک یا معاملہ کے انکار کی گنجایش پھر باقی نہیں رہتی کاتب اور گواہوں کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ لکھنے
اور گواہی کے ادا کرنے میں کوتاہی اور خیانت نہ کریں کاتب سے جو بات کہی جاوے وہ پورے لکھدیوے
گواہوں کو جتنی بات معلوم ہو وہ پوری گواہی اسکی ادا کر دیویں سچی گواہی کے ادا کرنے کے اجر اور
جھوٹی گواہی کے وبال میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں گواہوں کے باب میں یہ فرمایا کہ جس شخص پر حق
ہو اگر وہ کم عمر یا کم عقل ہو تو اوسکا متولی ایمانداری سے پوری دست آویز اوسپر لکھوا دیوے یہ بھی فرمایا کہ بڑے
چھوٹے معاملہ کا خیال ان باتوں میں نہ کیا جاوے ہر ایک معاملہ میں اس حکم کی تعمیل کیجاوے۔ کیونکہ بھول منزل ۱
بڑے چھوٹے معاملات میں یکساں ہے ہاں دست بدست کے معاملہ میں گواہی اکثر علما کے نزدیک ضروری
نہیں ہے اخیر پر فرمایا کہ جو شخص باوجود اللہ کی اس ہدایت کے اوسپر عمل نکرے گا تو وہ گناہ کی بات ہے
ایسی باتوں میں خدا سے ڈرنا چاہیے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایتہ
ہے کہ جسوقت اقرار کو لکھہ لینے کا حکم اس آیتہ میں اوترا تو آنحضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو اقرار کر کے
اپنے اقرار کو بھول گئے وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں یوم المیثاق میں اللہ تعالےٰ نے اون کی سب اولاد
کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی حضرت آدمؑ کی پشت سے نکالا تو اُن میں ایک صورت کو بڑا نورانی
دیکھہ کر حضرت آدم نے اللہ تعالےٰ سے پوچھا کہ یا اللہ یہہ نورانی صورت کا کون شخص ہے اللہ تعالےٰ
نے فرمایا کہ یہ تمہارے بیٹے داؤد نبی ہیں حضرت آدم نے کہا یا اللہ داؤد کی عمر کتنی ہے اللہ تعالےٰ نے
فرمایا ساٹھہ برس حضرت آدم نے عرض کیا ان کی عمر کچھہ اور زیادہ ہوتی تو خوب تھا اللہ تعالےٰ نے فرمایا
تم اپنی ہزار برس کی عمر میں سے کچھہ انکو دیدو حضرت آدم نے چالیس برس اپنی عمر میں سے حضرت داؤد کو
دینے کا اقرار کیا اور اپنی قبض روح کے وقت فرشتہ سے کہا کہ ابھی میری عمر کے چالیس برس باقی ہیں اور
فرشتہ نے حضرت داؤد کا قصہ یاد دلایا تو حضرت آدم علیہ السلام اوس قصہ کو بالکل بھول گئے اس آیتہ
کے نزول کے وقت اس آیتہ میں جو اقرار کے لکھہ لینے کا حکم تھا اوسکی تفسیر میں جو آنحضرت صلعم نے

حضرت آدم کا قصہ ذکر فرمایا اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آیۃ کا یہہ مطلب سمجھا کہ حضرت آدم سے اقرار کے
بعد جو بھول ہوگئی تھی اوسطرح کی بھول چوک روکنے کے لیئے اقرار کے لکھہ لینے کا یہ حکم ارشادی طور پر اس آیۃ میں
ہے۔ فرض کے طور پر نہیں ہے اور خود آنحضرت سے مرفوع طور پر یہ تفسیر آیۃ کی جب موجود ہے تو بعض علماء
نے اس حکم کو فرض ٹھیرا کر آیۃ فان امن بعضکم بعضا سے اس آیۃ کو جو منسوخ کہا ہے وہ ظاہر اتفسیر مرفوع کے
خلاف ہے +

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ
اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گرو ہاتھہ میں رکھنی پھر اگر اعتبار کرے ایک
بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ
۳۹ ع ۲ ۷ دوسرے کا تو چاہیئے پورا کرے جسپر اعتبار کیا اپنی اعتبار کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اُسکا اور نہ چھپاؤ تم گواہی کو
وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝
اور جو کوئی اسے چھپاویگا تو گنہگار ہے دل اُسکا اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

جب آدمی سفر میں ہوتا ہے تو بالکل اجنبی ہوتا ہے کسی سے جان پہچان کم ہوتی ہے اِس سفر کی حالت میں اگر
کچھہ قرض لینے کی ضرورت ہو تو بغیر کسی چیز کے گروی رکھنے کے نہ کوئی اعتبار کرتا ہے نہ کچھہ قرض مل سکتا ہے
منزل ۱ اسواسطے سفر کا ذکر خاص طور پر فرما کر اللہ تعالےٰ نے گروی کو اس آیۃ میں جائز فرمادیا۔ اگرچہ بعض علماء کا
مذہب یہ ہے کہ اِس آیت میں جب سفر کا ذکر ہے تو حالت سفر میں ہی گروی جائز ہے۔ حالت مقام میں نہیں
لیکن خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذراع حالت مقام میں ایک یہودی کے پاس
گروی رکھوا کر حدیث فعلی سے اس آیۃ کی تفسیر فرمادی ہے کہ گروی حالتِ سفر اور حالت مقام دونوں
حالتوں میں جائز ہے یہ آپ کی ذراع یہودی کے پاس گروی ہونے کی حدیث صحیحین میں ہے جسکی روایۃ
حضرت انسؓ سے ہے +

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ
اللہ کا ہے جو کچھہ آسمان اور زمین میں ہے اور اگر تم کھولوگے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے
يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
حساب لیگا تم سے اللہ پھر بخشیگا جسکو چاہے اور عذاب کریگا جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝
قادر ہے

دل کا وسوسہ آدمی کے قابو کی بات نہیں ہے بعضے وقت سینکڑوں وسوسات دلمیں گذرتے ہیں۔ اور آدمی
اپنے آپ کو روک کر ایک کام بھی اون وسوسوں کے موافق نہیں کرتا۔ اسواسطے اس آیت میں دل کے وسوسے پر

حساب اور عذاب کا حکم آنے سے صحابہ کرام کو بڑا رنج ہوا پھر آنحضرت نے ان کو سمجھایا اور کہا کہ یہود اور نصاریٰ کی طرح اللہ کے حکم سے انحراف نکرو اور اللہ کا جو حکم ہو اوسکو بسر و چشم مان لو اللہ ضرور تپر رحم کرے گا۔ جب اونہوں نے خوشی سے اللہ کا حکم مان لیا تو اس سے آگے کی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی تعریف کی اور دل کے وسوسہ پر جو عذاب کا حکم تھا اوسکو منسوخ فرما دیا چنانچہ اسی منسوخی کے باب میں صحاح ستہ کی کتابوں میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دل کے وسوسہ کو معاف کر دیا ہے اور صحیح حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ جب ظاہر عملوں میں کوئی شخص شیطان کے قابو کا نہیں ہوتا تو شیطان آدمی کو فعل غیر بہکانے کا موقع نہیں پاتا تو آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اسلئے دل میں وسوسوں کا آنا عین ایمان کی نشانی ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دل کے وسوسوں پر اللہ تعالےٰ کا مقصد عذاب کرنے کا ہرگز اس آیۃ میں تھا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا مقصد تو یہ تھا کہ قیامت کے دن تک کے سارے دل کے وسوسات کا حساب و کتاب رکھا جاوے گا۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان کے وہ وسوسات یاد دلا کر معاف فرماویگا تاکہ مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی رحمت اور عنایت کی زیادہ قدر ہو ان معنوں کے سبب سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ آیۃ منسوخ نہیں ہے +

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ منزل ۱
مانا رسول نے جو کچھ اترا اسکو اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو اور اسکے فرشتوں کو
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ
اور کتابوں کو اور رسولوں کو ہم جدا نہیں کرتے کسیکو اسکے رسولوں میں اور بولے ہمنے سنا اور قبول کیا
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ
تیری بخشش چاہیئے اے رب ہمارے اور تجھی تک رجوع ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اسکی گنجایش ہے اسکو ملتا ہے جو کمایا
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ
عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ
ہمپر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہمسے جسکی طاقت نہیں ہمکو
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ ع ۴۰ ۸
اور درگزر کر ہمسے اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا صاحب ہے تو مدد کر ہماری قوم کافروں پر

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث مسلم اور نسائی کے حوالہ سے اوپر گذر چکی ہے کہ سورہ فاتحہ اور سورۃ بقر کی یہ دونوں آیتیں ایسے دو نور ہیں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نور کسی نبی پر نازل نہیں ہوئے مسند امام احمد اور صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص رات کو سورہ بقر کی

یہ دونوں آیتیں آمن الرسول سے سورہ کے ختم تک پڑھیگا اوسکی تمام رات کی عبادت اسکی نامہ اعمال میں لکھی جاوے گی سند امام احمد وغیرہ میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ عرش معلی کے نیچے اللہ تعالے کا ایک خزانہ ہے اوسمیں سے سورہ بقر کی یہ دونوں آیتیں اللہ تعالے نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہیں شداد بن اوس سے طبرانی نے یہہ روایتہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں سورہ بقر کی یہہ آیتیں پڑہی جاویں اوس گھر پر شیطان کا اثر باقی نہیں رہتا طبرانی کی سند اس روایتہ کی معتبر اور جید ہے حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہہ ہے کہ جتنے ایماندار لوگ ہیں اون کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اوس کی ذات وصفات میں کوئی اسکا شریک نہیں اللہ کے سب رسول اور سب آسمانی کتابیں برحق ہیں اللہ کے حکم سے اگرچہ بعضے شریعتیں بعضے شریعتوں سے منسوخ ہوکر پھر پچھلی سب شریعتیں شریعت محمدی سے منسوخ ہوئی ہیں اور اب قیامت تک یہی شریعت محمدی قایم رہوے گی لیکن اپنے اپنے وقت پر وہ سب نبی اللہ کے نبی اور سب کتابیں اللہ کی ہیں کسی رسول اور کتاب کو ماننا اور کسیکو نہ ماننا یہہ حکم الٰہی کے بالکل مخالف ہے اللہ کے فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں اور جس کام پر اللہ تعالے نے اونکو مامور کردیا ہے وہ اوسکے بجالانے میں اللہ کے پورے فرمانبردار ہیں لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سے اوپر کی آیتہ وہ منسوخ ہوئی ہے جسمیں دل کے وسوسہ پر محاسبہ کا حکم تھا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کی تفسیر حضرت ابوہریرہ کی حدیثوں میں جنکو بخاری اور مسلم نے روایتہ کیا ہے یہہ ہے کہ انسان نیک کام کا محض قصد بھی دل میں کرے تو اوس قصد کے اجر میں ایک نیکی کا ثواب اوسکے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اگر اپنے اوس قصد کے موافق وہ نیک کام کرلیوے تو دس سے لیکر سات سو نیکیوں تک کا ثواب لکھا جاتا ہے اور برے کام کے محض ارادہ اور قصد پر کوئی بدی نہیں لکھی جاتی جب تک آدمی اوس برے کام کو کر نہ لیوے اور برے کام کا ارادہ کرکے اگر آدمی اوس کام کے کرنے سے باز رہی تو اوس باز رہنے کے اجر میں بھی ایک نیکی کا ثواب اوس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے باقی لفظ ان دونوں آیتوں میں دعا کے ہیں جو اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو سکھائے ہیں کہ وہ اس معبود سے اسطرح دعا کیا کریں اس سورۃ میں نماز روزہ حج زکوۃ نکاح طلاق عدۃ ایلا رضاعت بہت سے احکام ہیں اسلئے یہہ سورت قرآن شریف کی گویا کتاب الاحکام ہے اصر کے معنے سخت تکلیف کے ہیں یہود پر سخت احکام جو نازل ہوئے تھے مثلاً توبہ کی جگہ قتل پچاس نمازیں چوتھائی مال کی زکوۃ نزول قرآن کے زمانہ میں اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو یہہ دعا سکھائی ہے تاکہ قرآن شریف میں نرم احکام نازل ہوں اور اگر کوئی سخت حکم نازل بھی ہو تو وہ اس دعا کی برکت سے اسیطرح منسوخ ہوجاوے جسطرح دل کے وسوسہ کی آیتہ منسوخ ہوئی یہ محض اللہ کا فضل ہے جو اوس نے اس دعا کے سکھلانے سے اپنے بندوں پر کیا ہے یہہ وقت تو ایسا ہے کہ نرم احکام کی تعمیل بھی ہم لوگوں سے نہیں ہوسکتی اوسوقت اگر کچھ بھی سخت احکام باقی رہ جاتے تو ہم لوگوں کے لئے بڑی دشواری تھی جسطرح اللہ تعالے نے

منزل ۱

اپنے فضل سے اس دشواری کو آسان کر دیا ہے اسیطرح وہ اپنے فضل سے دین دنیا کی سب دشواریاں آسان کر دیوے
آمین یا ارحم الراحمین ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
اللہ اسکے سوا کسیکی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا اوتاری تجھپر کتاب تحقیق
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى
ثابت کرتی اگلی کتابوں کو اور اوتاری تھی توراۃ اور انجیل اس سے پہلے
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ
لوگوں کی ہدایت کو اور اوتارا انصاف جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اُن کو سخت
شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝
عذاب ہے اور اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا

منزل ۱

سورہ آل عمران کی فضیلت میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں یہہ سورۃ مدنی ہے اس سورۃ کی دوسو آیتیں ہیں اس تفسیر کے مقدمہ میں اسکا ذکر ہے کہ تفسیر ابن ابی حاتم بڑی صحیح تفسیر ہے اسمیں اور اور صحیح تفسیروں میں جو روایتیں ہیں اُنکا حاصل یہہ ہے کہ ۹ھ ہجری میں کچھہ عیسائی لوگ شام اور یمن کے مابین میں ایک نجران بستی ہے وہاں سے اپنی قوم کی طرف سے ایلچی بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور ان عیسائی لوگوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا مباحثہ کیا اوسپر اس سورہ کی اکثر آیتیں نازل ہوئیں جنمیں مباہلہ کی آیت بھی ہے مباہلہ کی پوری تفصیل تو اوسی آیۃ کی تفسیر آوے گی لیکن اوسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب دو فریق میں کسی دینی امر کا جھگڑا ہو اور وہ جھگڑا زبانی مباحثہ سے طے نہو تو دونوں فریق کو مع قریب کے رشتہ داروں کے جنگل میں جانے اور فریق ہٹ دھرم پر عذاب الٰہی نازل ہونے کی بددعا کرنے کا حکم ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب وہ عیسائی لوگ مباہلہ کی آیۃ سے پہلے کی آیتوں میں طرح طرح کی جو نصیحتیں تہیں اونکو خیال میں نہلائے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے کی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے تو آخر مباہلہ کی آیۃ اوتری اور اس آیۃ کے اوترتے ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو ساتھ لیکر جنگل میں تشریف لے گئے اور ان عیسائی لوگوں کو آدمی بھیجکر بلایا مگر ان
عیسائی لوگوں میں کئی شخص بڑے پادری تھے اونہوں نے مباہلہ منظور نہیں کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی
سے مباہلہ کرنا بڑی خرابی کی بات ہے غرض ان لوگوں نے مباہلہ قبول نہیں کیا اور سالانہ خراج دینا
قبول کر لیا اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر یہہ فرمایا کہ اگر یہہ لوگ مباہلہ کرتے تو ضرور آسمان سے
آگ برستی اور یہہ لوگ اور انکے بال بچے سب بھسم ہو جاتے۔ الٓمٓ ان حروف مقطعات کی بحث سورہ بقر میں
گذر چکی ہے اور یہہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ اسم اعظم ان دونوں آیتوں میں ہے اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم
والٓمٓ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم صحیح حدیثوں میں ہے کہ اسم اعظم کے پڑھنے کے بعد آدمی جو دعا مانگے وہ قبول
ہوتی ہے الحی کے معنے ہمیشہ باقی رہنے والا القیوم کے معنے اپنی ذات سے قایم رہ کر تمام مخلوقات کا ہر طرح
بندوبست کرنے والا اون دونوں لفظوں کے ذکر فرمانے میں یہہ نصیحت ہے کہ جب ان عیسائی لوگوں کا
یہہ اعتقاد ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور اسی اعتقاد کے سبب یہہ لوگ
سولی کی صورت کو اپنے گلے میں ڈالتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی صفت ان دونوں صفتوں میں کی نہ پائی گئی
کیونکہ جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہو اوسکو سولی پر چڑھانا اور جس کے ہاتھ میں تمام عالم کا انتظام ہو
یہہ دیوانوں کا سا اسکی انتظام سے باہر ہو کر اتنی بڑی بے انتظامی کا پھیلانا کسطرح ہو سکتا ہے پھر باپ بیٹے
میں مناسبت کیونکر ہو سکتی ہے اور ان لوگوں کے اعتقاد کے موافق عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کس مناسبت
سے کہا جا سکتا ہے۔ پھر آگے یہہ نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالے نے جسطرح موسیٰ پر توراۃ اور عیسیٰ پر انجیل
نازل فرمائی اوسیطرح نبی آخر الزماں پر قرآن نازل فرمایا جسطرح قرآن میں اون کتابوں کی صداقت موجود ہے
اوسیطرح اون کتابوں میں قرآن کی صداقت موجود ہے ایک کو بھی ان میں سے جھٹلایا جاوے تو دوسرے
کی صداقت کو بٹا لگتا ہے۔ پھر یہہ لوگ قرآن کے کیوں منکر ہیں جس سے سخت عذاب اون کو بھگتنا
پڑے گا۔ پھر یہہ نصیحت فرمائی کہ اللہ ایسا زبردست ہے کہ وقت مقررہ پر کتاب آسمانی کے منکروں سے
جب وہ بدلہ لینا چاہے گا تو اوسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ سچا ہے۔ اللہ کا کلام سچا ہے۔ دنیا میں تو
ان لوگوں سے اللہ تعالے نے یہہ بدلہ لیا کہ ان آیتوں کے نزول سے پانچ برس کے بعد ان لوگوں کی
بستی پر اہل اسلام کا قبضہ کرا دیا۔ اور عقبےٰ کا بدلا عقبےٰ کے ساتھ ہے ٭

منزل ۱

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي

اللہ اوسپر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں اور آسمان میں وہی تمہارا

يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جسطرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے زبردست حکمت والا

حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ اسکو زمین و آسمان کی سب غیب کی باتیں معلوم ہیں کوئی بات اوسکے علم سے باہر نہیں ہے اسلیے ماں کے پیٹ میں گورا کالا لڑکا لڑکی نیک و بد سب کچھ اسیکے علم کے موافق ہوتا ہے اسیکو تقدیر کہتے ہیں اب اسمیں اون عیسائی لوگوں کو یہ دہمکی ہے کہ عیسے علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر خدا کی توحید میں جو یہ لوگ خلل ڈالتے ہیں اور اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں ذرا فدا یہ سب باتیں اللہ کو معلوم ہیں اور ان لوگوں کے اعمال نامہ میں یہہ سب باتیں لکھی جاتی ہیں وقت مقررہ آنے کی دیر ہے پہر یہہ لوگ دیکھہ لیویں گے کہ کیا ہوتا ہے اور اس دہمکی کے ساتہہ ہی یہہ فہمایش بہی ہے کہ جب عیسے علیہ السلام اور مخلوق کیطرح حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور ماں کے پیٹ میں نطفہ کیحالت سے لیکر پیدایش کی حالت تک بچہ پر جو کچھہ تغیرات گذرتے ہیں وہ اون کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں تو پہر باوجود اس کے عیسے علیہ السلام کو یہہ لوگ خدا کا بیٹا کس مشابہت سے کہتے ہیں رہا عیسے علیہ السلام کا بغیر باپ کے حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہونا یہ اللہ کی اوس قدرت سے کچھہ بعید نہیں جس قدرت سے اوس نے آدم اور حوا کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا۔ کیونکہ وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ کوئی مشکل کام اوس کی حکمت کے آگے مشکل اور کوئی بڑا کام اوس کی قدرت کے آگے بڑا نہیں۔ اگرچہ یہہ آیتیں اون نجرانی عیسائیونکی شان میں اوتری ہیں لیکن قرآن کی نصیحتیں عام ہیں۔ اب کسی قوم کے کسی شخص میں کسی نصیحت کے قابل کوئی ویسی بات پائی جاوے گی تو قرآن کی نصیحت گویا اوسی کی شان میں ہوگی ❁

منزل ۱

هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ

وہی ہے جسنے اوتاری تجہہ پر کتاب اوسمیں بعضے آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی اور

اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

دوسری ہیں کئی طرف ملتی سو جنکے دل پہرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں اون کے ڈہب والیوں سے تلاش کرتے

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ

ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اونکی کل بٹہانی اور اونکی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور جو مضبوط

فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۹

علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اسپر یقین لائے سب کچھہ ہمارے رب کیطرف سے ہے اور سمجہائے وہی سمجہتے ہیں جنکو عقل ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

اے رب ہمارے دل نہ پہیر ہمارے جب ہمکو ہدایت دیچکا اور دی ہمکو اپنے یہاں سے مہربانی بیشک توہی

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۵ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ

ہے سب دینے والا اے رب ہمارے تو جمع کرنے والا ہے لوگونکو ایک دن جسمیں شبہہ نہیں بیشک اللہ

لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

خلاف نہیں کرتا وعدہ

سب سے پہلے یہہ ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن شریف میں محکم اور متشابہ کو دو معنے میں اللہ تعالےٰ نے استعمال فرمایا ہے ایک استعمال کی رو سے تو سارے قرآن کو ایک جگہ محکم فرمایا ہے اور دوسری جگہ متشابہ جس استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا قرآن محکم بھی ہے اور متشابہ بھی ہے چنانچہ فرمایا ہے کتاب احکمت آیاتہ پھر دوسری جگہہ فرمایا ہے کتابا متشابہا اس محکم ہونے کے یہہ معنے ہیں کہ سارا قرآن فصاحت و بلاغت اور اخبار غیب میں محکم ہے کسیجگہ قرآن شریف کے ان اوصاف میں خلل واقع نہیں ہوا ہے چنانچہ اسیوجہ سے عرب کے فصیح و بلیغ مشرک لوگ باوجود سخت مخالف ہونے کے قرآن شریف کی کسی آیتہ کی مانند بھی ایک آیتہ بنا کر نہ لاسکے اور اس متشابہ کے یہ معنے ہیں کہ سچے ہونے میں اور کلام الٰہی ہونے میں اور معجزہ ہونے میں جیسے ایک آیتہ ہے ہو بہو ویسی دوسری ہے ایک دوسری سے ایسی مشابہ ہے کہ گویا ایک ہی ہے۔ دوسرا استعمال محکم اور متشابہ کا یہہ ہے کہ بعضی آیتوں کو اللہ تعالےٰ نے محکم فرمایا ہے اور بعض کو متشابہ اور متشابہ کے معنے میں غور کرنے سے منع فرمایا ہے جسطرح کے اس آیتہ میں ہے اور اس محکم اور متشابہ میں ہی علماء کی بحث ہے۔ اور اس بحث کا طے کر دینا بقدر ضرورت یہ ہے کہ معتبر مفسرین اور علماء اور ائمہ مذہب نے بالاتفاق اس بات کو مان لیا ہے کہ تفسیر کی بابت جس مسئلہ میں اختلاف ہو تو وہاں عبداللہ بن عباسؓ کا قول سب سے بڑھکر ہے کیونکہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرت نے خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لیئے یہ دعا کی ہے کہ خدا تعالےٰ اون کو قرآن شریف کا مطلب سکھاوے اور ان سے اس علم تفسیر کو دنیا میں پھیلاوے اب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تفسیر کی باتوں کو بہت سے طریقوں سے روایت کیا جاتا ہے۔ مگر ان سب طریقوں میں اعلیٰ درجہ کا طریقہ علی بن طلحہ ہاشمی کا طریقہ ہے جسکو بخاری نے اپنی کتاب التفسیر میں اپنا معتمد علیہ قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے اس طریقہ کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ مدینہ سے مصر تک اس طریقہ کی ایک روایت کے لیئے کوئی شخص سفر کرے تو گویا اوس نے اس روایتہ کو مفت پایا۔ اب تفسیر ابن ابی حاتم میں علی بن طلحہ کے طریقہ سے محکم اور متشابہ کے معنوں کی بابت جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایتہ ہے وہ نقل کیجاتی ہے تا اجماع مفسرین کے موافق اور کسی صحابی تابعی کا قول یا دوسرا ادنیٰ طریقہ کا خود عبداللہ بن عباسؓ کا قول جو اس روایتہ کے مخالف ہو وہ حجت قایم کرنے کے قابل نہ رہے اور یہ مدت دراز کی مفسروں کی بحث طے ہو جاوے وہ روایتہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو آیتیں عمل کے لیئے نازل ہوئی ہیں وہ محکم ہیں۔ اور جن سے عمل متعلق نہیں فقط اونپر بندوں کا ایمان لانا اللہ کا مقصود ہے جیسے صفات الٰہی کی آیات یا قیامت یا دجال کے حال کی آیات یا حروف مقطعات یہ سب متشابہ ہیں اب رہی یہہ بات کہ

منزل ۱

ان متشابہ آیات کا حکم کیا ہے آیا سوا اللہ تعالے کے ان کے معنے اون کی تاویل کو کوئی جانتا ہے یا نہیں اس کا حال یہ ہے کہ صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو لوگ متشابہ آیتوں کے تاویل کے درپے ہوں اون کو اللہ کا خوف دلاؤ اور اونہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مرفوع روایۃ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ متشابہ آیتوں کا مطلب سوا اللہ کے کسیکو معلوم نہین جو کوئی اسبات کا دعوے کرے کہ اوسکو متشابہ آیات کا مطلب یا تاویل معلوم ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ محکم آیتوں پر عمل کرو اور متشابہ پر فقط ایمان لاؤ اس روایۃ مستدرک سے عبداللہ بن عباس کی اوس روایۃ کی پوری تائید ہوتی ہے جو تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے اوپر محکم اور متشابہ کی معنوں کی صراحت میں بیان کی گئی ہے کیونکہ جو اوس روایۃ کا مفہوم ہے کہ محکم وہ آیت ہے جس سے عمل متعلق ہو اور متشابہ وہ آیۃ ہے جس سے محض ایمان متعلق ہو وہی اس روایۃ مرفوع کا حاصل مطلب ہی صحابہ میں اگرچہ دس صحابی خلفائے اربعہ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود ابی بن کعب زید بن ثابت ابو موسے اشعری اور عبداللہ بن زبیر مفسرین مشہور ہیں لیکن عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود یہ دونو زیادہ مشہور ہیں اور بنسبت دوسروں کے تفسیر میں ان دونوں کی روایۃ زیادہ معتبر ہے اسلئے ان دونوں کی روایۃ سے محکم اور متشابہ کے معنے بیان کر دیے گئے اور طبرانی میں ابی مالک اشعری سے روایۃ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ اپنی امت سے یہ خوف ہے کہ وہ متشابہ آیتوں کی تاویل کے درپے ہونگے حالانکہ اون کی تاویل سوا خدا کے کسیکو معلوم نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کا زمانہ اسی طریقہ پر گذرا ہے کہ متشابہ آیتوں کی تاویل کے وہ لوگ درپے نہ ہوتے تھے بلکہ اوسکو برا جانتے تھے چنانچہ دارمی وغیرہ میں ایک شخص صبیغ کا قصہ ہے کہ وہ مدینہ میں لوگوں سے متشابہ آیتوں کے معنے پوچھا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے اوسکو اتنا پٹوایا کہ اوسکا سر لہو لہان ہوگیا اور وہ جب چلانے لگا کہ جو بات میرے دماغ میں بسی ہوئی تھی وہ نکل گئی تو حضرت عمر نے اوسکو چھوڑا اب آخر سب دین ہم لوگوں تک صحابہ اور تابعین سے ہی آیا ہے اس لیئے اس باب میں بھی اونہیں کی پیروی کرنے چاہیئے سوا اسکے تفسیر ابن جریر کی روایۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہہ قرائت موجود ہے کہ ان تاویلہ الا عند اللہ جسکا مطلب یہ ہے کہ آیات متشابہات کے صحیح معنے سوائے اللہ تعالے کے کسیکو معلوم نہیں اور مفسرین کے نزدیک صحیح قرائت کا حکم بمنزلہ آیت کے حکم کے ہوتا ہے تو اب اس باب میں دوسرے معنے کی کیا گنجائش باقی رہی سورۃ النساء میں حضرت عیسے علیہ السلام کے حق میں یہ لفظ آئے ہیں انما المسیح عیسے بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ جسکا صحیح مطلب یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں اسلئے ماں کی طرف اون کی نسبت کیجا کر اونکو عیسے بن مریم کہا جاتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں اون کی پیدائش اللہ کے حکم کلمہ کن سے اور اوس روح سے ہے جسکو اللہ کے فرشتے جبرئیل نے اللہ کے حکم سے مریم کے جسم میں پھونک دیا اب وہی نجرانی عیسائی لوگ اہل اسلام کو شک میں ڈالنے کے لیئے اسکے معنے یہ

منزل ۱

بتلاتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور اسیطرح بعضے یہودی لوگ حروف مقطعات کے کچھ غلط معنے بتلاتے تھے اوسپر اللہ تعالےٰ نے فاما الذین فی قلوبھم زیغ سے آخر رکوع تک جو فرمایا اوسکا حاصل یہ ہے کہ جن لوگوں کے دل حق بات کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں وہ اپنا غلط مطلب ثابت کرنے اور دوسروں کو شک میں ڈالنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جو لوگ اپنے علم دین میں مضبوط ہیں اونکا یہ کام نہیں ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ محکم اور متشابہ آیتیں سب اللہ کا کلام ہے جن متشابہ آیتوں کا مطلب اللہ تعالےٰ نے [illegible] آیتوں سے سمجھا دیا وہ ہمکو معلوم ہے باقی کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے مثل آیۃ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور آیۃ ان ھو الا عبد انعمنا علیہ سے آیۃ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم [illegible] کا جو مطلب [illegible] ہوگیا اوسکو ہم جانتے ہیں حروف مقطعات کا مطلب کسی دوسری [illegible] معلوم ہوا اسلئے [illegible] مطالب ہم نہیں جانتے پھر یہ فرمایا کہ یہ علم دین میں مضبوط رہنے والے [illegible] کہ حق بات سے پھرے ہوئے دل والے لوگوں کی حالت [illegible] اور [illegible] بات کی [illegible] ہدایت دی ہے اسی ہدایت پر قائم رہنے کی توفیق دے کہ تو ہی اپنے [illegible] کے نیک کام کی توفیق کا دینے والا ہے اور قیامت کے دن نیک و بد سب کو جمع [illegible] کا وعدہ ہے اوس کے موافق اوسدن ہر شخص کے نیک کام کی جزا [illegible] دعا کی رغبت دلائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے اللھم مصرف القلوب [illegible] چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے یہ حدیث صحیح مسلم میں آئی ہے [illegible] کے زمانہ کے [illegible] حصہ تک [illegible] پھر حضرت علی کے زمانہ میں فرقہ خارجیہ اور پھر فرقہ [illegible] قرآن کی آیتوں کی [illegible] پیدا ہوگئے اور قیامت تک [illegible] قادیانی اور [illegible] پیدا ہوگئے [illegible] کے جانتے اور نہ جانتے میں علماء کا اختلاف ہے [illegible] الا اللہ والراسخون فی العلم [illegible] اختلاف ہے کہ الا اللہ پر وقف کرنا اور ٹھہرنا چاہئے یا نہیں [illegible] المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول یہی ہے کہ الا اللہ پر وقف کرنا اور ٹھہرنا چاہیئے اور اس سے کوئی [illegible] دینی بھی لازم نہیں آتا کیونکہ ضرورت دینی کی جسقدر باتیں تھیں وہ اللہ تعالےٰ نے ظاہر المعنے آیتوں میں بتلا دی ہیں اور پھر ان آیتوں میں کوئی آیۃ مبہم تھی تو اللہ کے رسول [illegible] اللہ علیہ وسلم نے اوسکو کھول دیا ہے مثل یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا میں یہ امر مبہم تھا کہ وہ کونسی نشانی ہے جسکے ظاہر ہو جانے کے بعد ایمان لانے والے شخص کا ایمان اور توبہ کرنے والے شخص کی توبہ قبول نہو گی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کہ وہ نشانی سورج کا مغرب کیطرف سے نکلنا ہے۔ مگر یہ نہیں تبلایا کہ مغرب کیطرف سے سورج کب نکلے گا کیونکہ اوس سے کوئی دینی بات متعلق نہ تھی جسطرح مثلاً حروف مقطعات کے معنوں سے کوئی دینی غرض متعلق نہیں ایسی ہی باتوں کا علم اللہ تعالےٰ کو سونپنا اور اوس کے جاننے میں

منزل ۱

عقل کو نہ دوڑانا اسیکا نام دین کی مضبوطی ہے اور یہی طریقہ صحابہ اور تابعین کا تھا اور اسی طریقہ کے چھوڑ دینے سے بہت فرقے گمراہ ہوگئے اور اس گمراہی سے بچنے کی وہ دعا ہے جسکا ذکر آیتہ اور حدیث میں ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَاُولٰٓئِکَ

جو لوگ منکر ہیں ہرگز کام نہ آوینگے اُنکو اُن کے مال اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھہ وہی ہیں

ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

چھپٹیاں دوزخ کی جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو اُنسے پہلے تھے جھٹلائیں ہماری آیتیں

فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

پھر پکڑا اُن کو اللہ نے اُن کے گناہوں پر اور اللہ کی مار سخت ہے۔

اوپر کی آیتوں میں یہہ ذکر تھا کہ پچھلی کتابوں میں قرآن کی اور قرآن میں پچھلی کتابوں کی صداقت موجود ہے اسپر بھی جو لوگ کلام الٰہی کی آیتوں کو جھٹلا دینگے اون کو سخت عذاب بھگتنا پڑے گا ان آیتوں میں یہہ ارشاد ہے کہ اگر ان لوگوں کو یہہ خیال ہو کہ جسطرح دنیا کی بعض آفتوں سے یہہ لوگ اپنے مال اور اولاد کے سبب سے بچ جاتے ہیں اسیطرح عقبے میں بھی انکا مال اون کی اولاد اون کے کچھہ کام آجاویں گے تو اُن لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے عقبے میں تو اونہی لوگوں کا صدقہ خیرات کا مال اور اون ہی کی نیک اولاد کام آویں گے جنکے دلمیں نور ایمان کی کچھہ چمک ہے جو لوگ اللہ کے کلام اللہ کے رسول کے جھٹلانے کے درپے ہیں اون کے مال و اولاد کا حال تو عذاب الٰہی مسلط ہو جانے کے بعد عقبے میں وہی ہوگا جو دنیا میں اُنہوں نے فرعون کا حال سنا کہ عذاب الٰہی کے نازل ہو جانے کے بعد ایک دم میں مع اپنے لشکر کے غرق ہو گیا اتنی بڑی مالداری اور اتنا بڑا لشکر کوئی چیز بھی اوس کے کام نہ آئی مسند امام احمد اور صحیحین میں انس بن مالک سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ اس قسم کے منکر لوگوں کو جب دوزخ میں ڈالا جاوے گا تو اون سے پوچھا جاوے گا کہ بھلا اگر ساری دنیا کی زمین بھر کے سونا تم لوگوں کے پاس اسوقت ہو تو تم اوسکو دیکر عذاب سے بچنے کا ارادہ رکھتے ہو وہ لوگ کہینگے ہاں اوسپر اللہ تعالےٰ فرماوے گا ایک آسان بات شرک سے باز رہنے کی تم لوگوں سے چاہی گئی تھی وہ تم سے نہو سکی تو اب کیا ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معمولی مال تو درکنار بغیر ایمان کے زمین بھر سونا بھی وہاں عذاب الٰہی سے کسی منکر دین کو نہیں بچا سکتا ۔

منزل ا

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِھَادُ ۝ قَدْ کَانَ لَکُمْ

کہہ دے منکروں کو کہ اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کو اور کیا بُری تیاری ہے ابھی ہو چکا ہے تمکو

اٰیَۃٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاُخْرٰی کَافِرَۃٌ یَّرَوْنَھُمْ

ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے یہ اونکو دیکھتے ہیں

مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً
اپنی دو برابر صریح آنکھوں سے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جسکو چاہے اسی میں خبردار

لِّأُولِي الْأَبْصَارِ
ہو جائیں جنکو آنکھہ ہے

ابو داؤد اور بیہقی اور تفسیر ابن منذر میں بسند معتبر حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب قریش کو مسلمانوں کے ہاتھ سے جنگ بدر میں صدمہ پہونچا جسکا قصہ سورہ انفال میں آوے گا تو اوسپر یہود نے آنحضرت سے ذکر کیا کہ قریش اناڑی اور لڑائی سے ناواقف تھے جسدن آپسے اور ہم لوگوں سے لڑائی ہوگی اوس دن قدر کھل جاوے گی کہ لڑائی ایسی ہوتی ہے اوسپر اللہ تعالے نے یہہ آیتہ نازل فرمائی اللہ سچا ہے اور اللہ کا کلام سچا ہے آخر کو وہی ہوا جو اس آیتہ میں تھا کہ ان یہودیوں میں سے بنی قریظہ قتل ہوئے اور بنی نضیر نکالے گئے باقی یہود پر وہ سالانہ خراج قایم ہوگیا جسکو جزیہ کہتے ہیں اور پھر یہہ تو ان لوگوں کی دنیا کی آفتیں ہوئیں وہ عذاب آخرت کا جسکا ذکر آیتہ میں ہے اوس کی سختی کا تو کچھہ ٹھکانا نہیں بدر کی لڑائی کے بعد جو یہود نے عرب کی ناواقفی فن جنگ پر اپنی نخوت ظاہر کی تھی اور اپنی واقف کاری فن جنگ کا دعوے کیا تھا آیتہ کے آخر پر اللہ تعالے نے اوسکا یہہ جواب دیا ہے کہ اسلام اللہ کے نزدیک ایک دین حق ہے اور اللہ ہمیشہ سے حق کا مددگار ہے اسلئے اللہ کی مدد سے اہل اسلام کو باوجود قلت لشکر منزل ۱
اور قلت سامان جنگ کے جو فتح حاصل ہوئی ہے وہ کچھہ اسی بدر کی لڑائی پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالے اس دین حق کی ہمیشہ ایسی مدد کرے گا اس لڑائی میں مسلمانوں کے کل تین سو تیرہ آدمی تھے اور دو گھوڑے اور چھہ زرہیں اور آٹھہ تلواریں تھیں اور مشرکین ایک ہزار کے قریب تھے اور لڑائی کا سامان بھی اون کے ساتھہ بہت کچھہ تھا اس صورت میں دشمنوں کی فوج اگرچہ مسلمانوں کے تین گونی تعداد سے بھی زیادہ تھی لیکن اللہ تعالے کی یہہ ایک حکمت تھی کہ دشمن کی فوج عین لڑائی کے وقت مسلمانوں کو اپنی فوج سے دوچند نظر آئے اور ان کی ہمت لڑنے کے لئے بندھی رہی اور لڑائی سے پہلے ہر ایک لشکر کے آدمی دوسرے لشکر کے آنکھوں میں بالکل تھوڑے سے نچے جسکے سبب سے ہر ایک گروہ لڑنے پر آمادہ ہوگیا اور لڑائی شروع ہوگئی اس آیتہ اور سورۃ انفال کی آیتہ واذ یریکموهم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلاً ویقللکم فی اعینهم کو ملا کر پڑھنے سے یہہ مطلب خوب سمجھہ میں آتا ہے فتح غیر مترقبہ کے اور بھی حکمت کے جتلانے کے لیئے آخر کو فرمایا ہے کہ اس بدر کی لڑائی سے سمجھہ دار لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیئے ۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ
رجھایا ہے لوگوں کو مزوں کی محبت پر عورتیں اور بیٹے اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے کے

وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مواشی اور کھیتی سے یہ برتنا ہے دنیا کی زندگی میں

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا

اور اللہ جو ہے اسی پاس ہے اچھا ٹھکانا تو کہہ میں بتاؤں تمکو اس سے بہتر پرہیزگاروں کو

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

اپنے رب کے یہاں باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ندیاں رہ پڑے ان میں اور عورتیں ہیں

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ

ستھری اور رضامندی اللہ کی اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے

اوپر کی آیت میں ذکر تھا کہ مال و اولاد کے سبب سے آدمی خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اور ذکر کے عذاب کا ذکر تھا کہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے آدمی نیک عمل کرے اب مال اولاد وغیرہ کا ذکر پورا کرنے کے لئے دنیا میں جن چیزوں پر لوگوں کے دل زیادہ گرویدہ اور راغب ہیں سب کے آیت میں ان چیزوں کا ذکر فرما کر دوسری آیت میں ان چیزوں سے لوگوں کو ہٹانے کے لیے رغبت دلایا ہے کہ خود دنیا کی دنیا کی ہر ایک چیز کو زوال لگا ہوا ہے اسلئے قابل رغبت جنت کی نعمتیں ہیں جنکو نہ زوال ہے نہ قطع نظر زوال کا ہونے کے زبان بشر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ جنت کی چیزوں کی خوبیاں بالتفصیل بیان کر سکے اسواسطے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی چیزوں کے اوصاف بیان محض مطلب نہیں بلکہ تفسیر بیان فرمائے ہیں اونکا مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جنت میں وہ وہ نعمتیں ہیں جنکا حال نہ دنیا میں کسی نے آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سنا نہ کسی کے دل میں اونکا خیال و تصور گذر سکتا ہے دنیا میں دنیا کی نعمتوں کی کبھی ناشکری کرتا ہے جسکے سبب سے اللہ تعالےٰ کی ناخوشنودی ہوکر دنیا کی نعمتوں میں کمی ہو جاتی ہے جنت میں شرع کی تکلیف کے نہونے سے اللہ تعالےٰ کی ناخوشنودی کا کھٹکا جنت میں نہیں اسلئے جنت کی نعمتوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے اپنی ہمیشہ کی رضامندی کا ذکر آیت میں فرمایا ہے اور یہ سب سے بڑھکر ایک نعمت ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اہل جنت سے فرماوے گا میری ہمیشہ کی رضامندی تمہارے لئے سب سے بڑھکر ایک نعمت ہے حاصل یہ ہے کہ انسان کو دنیا کی نعمتوں پر اسقدر گرویدہ نہیں ہونا چاہئیے جس سے دین کے کاموں میں فتور پڑکر جنت کی نعمتوں سے محروم رہجاوے چنانچہ اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے آیت کو واللہ بصیر بالعباد پر ختم کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں ہر شخص کو اوسکے عمل کے موافق ملیں گی علماء کا اختلاف ہے کہ قنطار کسقدر مال کو کہتے ہیں مستدرک حاکم میں حضرت

انس سے بسند صحیح روایت ہے کہ قنطار دو ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ میں چالیس درم ہوتے ہیں۔ مسومۃ چرائی کے عمدہ گھوڑے کو کہتے ہیں +

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہمکو گناہ ہمارے اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ

محنت اٹھانے والے اور سچے اور بندگی میں لگے رہتے اور خرچ کرتے اور گناہ بخشواتے پچھلی رات کو

اوپر کی آیت کو اللہ تعالیٰ نے واللہ بصیر بالعباد پر ختم فرماکر اس آیت میں اپنے اون بندوں کا ذکر فرمایا ہے جنکے اعمال نیک اور وہ اپنے اعمال کے سبب سے جنت کی نعمتوں کے پورے مستحق ہیں اور اون کی نشانیاں یہہ فرمائیں کہ احکام شرع کے پابند اور اعمال شرع کی تکلیفات پر صابر صادق الاقوال جو کہیں سو کریں۔ نیک کاموں میں اپنا مال خرچ کرنے کو تیار عذاب الٰہی سے بچنے کی دعا اور گناہوں کی مغفرت کی دعائیں ہر وقت خصوصاً پچھلی رات کو قریب صبح لگے رہتے ہیں اسوقت کا اسلئے ذکر فرمایا کہ یہہ بڑی قبولیت کا وقت ہے۔ چنانچہ صحیحین وغیرہ میں صحابہ کی ایک جماعت سے روایتیں ہیں جنکا حاصل یہہ ہے کہ تہائی رات باقی رہے ہر رات کو اللہ تعالیٰ اول آسمان پر نزول فرماکر یہہ فرماتا ہے کہ کوئی دعا یا استغفار کرنے والا ہو تو اوسکی دعا اور توبہ قبول کرنے کو اور کوئی کچھہ حاجت رکھتا ہو تو اوسکی حاجت روائی کو میں موجود ہوں +

نصف

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

اللہ نے گواہی دی کہ کسیکی بندگی نہیں اسکے سوائے اور فرشتوں نے اور علم والوں نے وہی حاکم انصاف کا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ

کسیکو بندگی نہیں اسکے سوائے کہ زبردست ہے حکمت والا دین جو ہے اللہ کے یہاں سو یہی مسلمانی حکمبرداری اور مخالف

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۝ وَمَنْ يَّكْفُرْ

نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب اُن کو معلوم ہو چکا آپس کی ضد سے اور جو کوئی منکر

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ

ہو اللہ کے حکموں سے تو اللہ شتاب لینے والا ہے حساب پھر جو تجھسے جھگڑیں تو کہہ میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر

وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۝ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۝ فَاِنْ اَسْلَمُوْا

اور جو کوئی میرے ساتھ ہے اور کہدے کتاب والوں کو اور ان پڑھوں کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر تابع ہوئے

ع ۱۱ ۲ ۱۰

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۝ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

تو راہ پر آئے اور اگر ہٹ رہے تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچادینا اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے۔

جن نجرانی عیسائی لوگوں کا اوپر ذکر تھا یہہ آیتیں بھی اونہی کے ذکر میں ہیں لیکن توحید پہ تو آخر یہود۔

عیسائی مشرکین مکہ سب کو لا الٰہ الا اللہ کو منظور ہے۔ اسلئے توحید کے ذکر کے بعد ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اسکا ذکر تصدیق کے طور پر کیا ہے کہ اول صاحب شریعت نبی نوح علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک سب اولو العزم انبیاء اور ان کی ساتھی اسی توحید کے دین پر تھے کبھی کوئی شرکی دین اللہ کو پسند نہیں ہوا اسیطرح اللہ کے فرشتے آسمان پر ہمیشہ سے اس توحید کا دم بھرتے ہیں اور اب یہی توحید نبی آخر الزماں کے دین میں ہے جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے وقت مقررہ پر اس توحیدی دین کے قائم کرنے کے لئے بھیجا اوس پیغمبر وقت کی اطاعت کا نام اسلام ہے اس آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اون سب پچھلے شریعتوں کو اس آخری شریعت پر ختم کیا ہے اسلئے اب کوئی نجات کا رستہ سوائے اس شریعت کے پابندی کے باقی نہیں رہا چنانچہ فرمایا کہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه جسکا مطلب یہ ہے کہ اس آخری زمانہ میں سوائے اس آخری شریعت کے اور کوئی شریعت اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اسیواسطے ان آیتوں میں فرمایا کہ اہل کتاب مشرکین مکہ سب سے کہدیا جاوے کہ اس آخری شریعت کو جسمیں سب پچھلی شریعتوں کی صداقت اور سب پچھلی شریعتوں میں اسکی صداقت موجود ہے تم سب مل کر مانتے ہو یا نہیں۔ اگر انہوں نے اس آخری شریعت کو اے نبی اللہ کے تمہارے کہنے سے مان لیا تو اپنا بھلا کیا نہیں تو تم نے اپنا کام پورا کر دیا پھر ان سب کے اعمال اللہ کی نظر میں ہیں ہر ایک کی جزا سزا وقت مقررہ پر اوس کے سامنے آجاوے گی اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو اللہ کے پیغمبر نے اچھی طرح پورا کر دیا زبان سے خط و کتابت سے سب طرح آخری دم تک لوگوں کو سمجھایا حدیث کی کتابوں میں صدہا روایتیں اس باب میں موجود ہیں۔ قائما بالقسط کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان اور زمین میں بے گنتی چیزیں اسطرح کے منصفانہ اور حکیمانہ ڈھنگ سے پیدا کی ہیں کہ انمیں کی ہر ایک چیز اوسکی وحدانیت کی پوری گواہی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ
جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
انصاف کو لوگوں میں سے سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی وہی ہیں جن کی محنت ضائع ہوئی

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝
دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں انکا مددگار

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو آخری شریعت کی پابندی کی تاکید کا یہ حکم فرمایا تھا کہ اہل کتاب مشرکین مکہ سب کو یہ حکم پہونچا دو اوس حکم کی تعمیل میں مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں جو یہود رہتے تھے وہ اکثر حجتیں کیا کرتے تھے رجم کی آیتہ کے منکر ہو گئے۔ اسیطرح اور طرح طرح کے فساد کرتے تھے جن سے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رسول کی تسکین فرمائی کہ یہہ لوگ جو کچھہ برتاؤ اے اللہ کے رسول تمہارے ساتھ کر رہے ہیں اُن کی یہہ عادت نئی نہیں ہے ان کے بڑے توراۃ اور انجیل کے احکام پہونچانے والے انبیا اور اونکے نائب علمار کے ساتھ بڑی بڑی سلوکیوں کے ساتھ پیش آچکے ہیں ابن جریر میں ابو عبیدہ بن الجراح سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ ایک زمانہ میں بنی اسرائیل نے تینتالیس انبیا صاحب توراۃ کو صبح سے سہ پہر تک قتل کیا اور پھر سہ پہر کو ایک سو بارہ علمار کو قتل کیا پھر آخر پران یہود کو اللہ تعالیٰ نے یہہ تنبیہ فرمائی کہ یہہ لوگ کلام الٰہی کے انکار کے اگر اسی طرح درپے رہیے تو ان کو سخت عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا جس سے انکو کوئی بچا نہ سکے گا۔ اور دنیا میں کوئی نیک عمل اِن سے بن آوے گا تو وہ آخری شریعت کے انکار کے وبال سے قبول نہوگا۔ کیونکہ اِس آخری زمانہ میں سواے اِس آخری شریعت کی پابندی کے کسیکا کوئی نیک عمل اللہ کی درگاہ میں قابل قبول نہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَٰبِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَٰبِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہے کچھہ ایک حصہ کتاب کا اُن کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب پر کہ وہ انمیں حکم کرے

ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا

پھر ہٹ رہتے ہیں بعضے اُنمیں تغافل کرکر یہ اسواسطے کہ کہتے ہیں ہمکو ہرگز نہ لگے گی آگ مگر

أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَٰهُمْ

کئی دن گنتی کے اور بہکے ہیں اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر پھر کیا ہوگا جب ہم انکو جمع کرینگے

لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

ایکدن جسمیں شبہہ نہیں اور پورا پاوے گا ہر کوئی اپنا کیا اور اُنکا حق نہ رہے گا۔

ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ کی ہے کہ ایک روز آنحضرت اور چند یہود کا ایک مدرسہ میں آمنا سامنا ہوا آپ نے اُن سے اسلام لانے کو کہا انمیں دو شخص یہودی نعیم بن عمرو اور حارث بن زید نے آپ سے پوچھا کہ آخر آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا میں دین اور ملت ابراہیمی پر ہوں اونہوں نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم تو خود دین یہود پر تھے پھر آپ ہم سے اور کونسا دین اختیار کراتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر حضرت ابراہیم دین یہود پر تھے تو توراۃ میں ضرور اسکا ذکر ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو لاؤ توراۃ میں کہاں یہ بات لکھی ہے دکھاؤ اِن دونو شخصوں نے توراۃ کے لانے سے انکار کیا اوسپر اللہ نے یہود کے قائل کرنے کو یہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہہ لوگ توراۃ کے بھی پابند نہیں ہیں۔ کیونکہ جس حق بات کا فیصلہ توراۃ پر قرار دیا جاتا ہے اوس سے بھی یہ لوگ پھر جاتے ہیں اور اِس سے آگے کے آیتہ میں اور طرح یہود کا جھوٹ ثابت کیا کہ یہہ لوگ جو کہتے ہیں کہ چند روز کے سوا دوزخ میں اِن کو

رہنا نہیں ہے یہہ بات بھی توراۃ کے خلاف ہے اور اسی جھوٹے عقیدہ نے دوزخ سے ان کو بے خوف کر دیا ہی اور اس بے خوفی کے سبب سے ایسی جرأت کرتے ہیں مگر آخرت میں ان کو سب حال کھلجاوے گا بعضی تفسیروں میں اس آیۃ کی شان نزول سوا اسکے اور اور جو بیان کی ہیں اوس سے اس شان نزول کی سند قوی ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز

تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

تو لے آوے رات کو دن میں اور تو لے آوے دن کو رات میں اور تو نکالے جیتا مردے سے اور

تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

تو نکالے مردہ جیتے سے اور تو رزق دیوے جسکو چاہے بیشمار

قتادہ سے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں روایۃ کی ہے کہ آنحضرت نے اللہ تعالے سے ملک روم و فارس اپنی امت کے قبضہ میں آجانے کی ایک روز دعا کی تھی۔ اوسپر اللہ تعالے نے یہہ آیۃ نازل فرمائی۔ اور اپنے نبی کی تسکین فرمائی کہ ملک روم و فارس کیا چیز ہے اوس پاک ذات کے دست قدرت میں بڑے بڑے تصرفات ہیں کبھی راتیں بڑی ہیں کبھی کے دن کبھی نبوت بنی اسرائیل میں تھی آج بنی اسمٰعیل میں ہے وہ صاحب تصرف جو چاہے کرسکتا ہے۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا کہ بڑے بڑے ملک آپکے اور آپ کی امت کے قبضہ میں آگئے طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اسم اعظم اسی آیۃ میں ہے۔ طبرانی میں حضرت انس سے بسند صحیح روایۃ ہے کہ جو کوئی شخص اس آیۃ کو پڑھے گا۔ اوسپر اگر احد پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہوگا تو اللہ تعالے وہ ادا کرا دیوے گا +

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

نہ پکڑیں مسلمان کافروں کو رفیق مسلمان چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاِلَى

وہ اللہ کا کوئی نہیں مگر یہ کہ تم پکڑا چاہو ان سے بچاؤ اور اللہ تمکو ڈراتا ہے آپسے اور

اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اللہ ہی تک پہنچنا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انصار میں بعضے لوگوں کی کعب بن اشرف یہودی اور اُس کی ساتھیوں سے بہت دوستی تھی۔ اِن یہود کے دل میں فریب تھا کہ کبھی موقع پاکر ان اپنے دوست مسلمانوں کو دہوکا دیں ان مسلمان انصار کے چند دوستوں نے یہود کا اِس ارادہ کا تذکرہ ان انصار مسلمانوں سے کیا اور یہود کے دوستی چھوڑنے کی نصیحت کی۔ مگر اِن مسلمان انصار نے اون یہود کی دوستی چھوڑنے سے انکار کیا اوس پر اللہ تعالےٰ نے یہہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ مسلمانوں کو کافروں سے دوستی نہیں رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ کی محبت اور کافرونکی محبت ایک جگہ ایک دل میں نہیں جمع ہوسکتی ہاں اگر ایسا ہی کہیں جان کا خوف ہو تو ظاہر میں اون سے دفع ضرر کے لئے میٹھی بات کرلی جاوے مگر دلی دوستی اون سے نہ رکھی جاوے باوجود اِس فہمائش کے جو کوئی باز نہ آوے گا اللہ اوس سے بیزار ہے اور اسطرح کا شخص قیامت کے دن اللہ سے معاملہ پڑنے کے وقت اپنے کئے پر پچتاوے گا۔ اسیواسطے ابھی سے اللہ اوس دن کا اپنا معاملہ پڑنے سے اہل اسلام کو تمکو ڈرائے دیتا ہے تاکہ اوس وقت تمکو پچتاوا نہو اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اسلئے اُن کو یہہ فہمائش کرکے قیامت کے دن کا اپنا معاملہ پڑنے سے پہلے توبہ کرنے کا موقع اونکو دیتا ہے۔ ورنہ وہ چاہتا تو اپنے خلاف مرضی کاموں کا مواخذہ بلاتوبہ کے موقع دینے کے فوراً ابھی کرلیتا بخاری نے ابودردا سے روایتہ کی ہے کہ بہت سے مخالف ملت لوگوں سے ہم ظاہر میں خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور دلسے ہم اونپر لعنت کرتے تھے اور اہل کتاب سے دوستی رکھنے کی جو ممانعت ہے اوسکا سبب آیتہ ودّ کثیر من اھل الکتاب لویردونکم من بعد ایمانکم میں گذرچکا ہے۔ اِس آیتہ سے لوگوں نے تقیہ نکالا ہے۔ مگر تقیہ کے یہہ معنے ہیں کہ جب آدمی کو جان کا خوف ہو تو صرف زبان سے کوئی بات ایسی کہدینی جائز ہے جس سے جان بچ جاوے خلاف شریعت کسی عمل میں تقیہ جائز نہیں ہے چنانچہ سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ کی ہے کہ تقیہ صرف زبان سے ہے عمل میں نہیں ہے۔ بعض صحابہ کا یہہ مذہب ہے کہ صرف لڑائی کے وقت تقیہ جائز ہے اور کسی وقت نہیں +

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی

تو کہہ اگر تم چھپاؤگے اپنے جی کی بات یا ظاہر کروگے وہ اللہ کو معلوم ہے اور اُسکو معلوم ہے جو کچھ کہ

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ

آسمان اور زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جسدن پاوے گا ہر شخص

مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۛۚ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ

جو کی ہے نیکی روبرو اور جو کی ہے بُرائی آرزو کریگا۔ کہ مجھ میں اور اسمیں

أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ ع ۳ ۱۰ ۱۱

فرق پڑجاوے دور کا اور اللہ ڈراتا ہے تمکو آپسے اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر

معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ خواہ تم کفار کی دوستی کو دل میں پوشیدہ رکھو خواہ قول وفعل سے اوس کا اظہار کرو جب اوس سے آسمان وزمین کی چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں تو تمہارا حال کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا برے کاموں کے انجام سے بندہ کو ڈرا دینا بڑی شفقت ہے تاکہ وہ توبہ کرے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے اور بخشے تمہارے

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

گناہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

تفسیر ابن منذر میں حسن بصری سے روایتہ ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں مختلف قوموں نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا مثلاً قریش نے ایک من اپنے بتوں کو خوب آراستہ کیا آنحضرت نے قریش سے جب کہا کہ ملت ابراہیم کے مخالف تم یہہ بت پرستی کیوں کرتے ہو تو اونہوں نے کہا ہم تو اونکو درگاہ الٰہی کا مقرب جانکر اللہ کی محبت کیوجہ سے اونکو پوجتے ہیں اسیطرح نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ کی محبت کے سبب سے حضرت عیسیٰ کی اتنی قدر ومنزلت کرتے ہیں اون لوگوں کے ایسے دعوٰں پر اللہ تعالےٰ نے یہہ آیتہ نازل فرمائی اور فرما دیا کہ اللہ کی محبت کا دنیا میں ایک یہی طریقہ ہے کہ رسول وقت کی پوری تابعداری کیجاوے کیونکہ ہر حاکم کی محبت کا طریقہ یہی ہے کہ اوسکے احکام کو مانا جاوے۔ اگر کوئی شخص ایک حاکم وقت کے احکام کی تعمیل میں سرتابی کرے اور موہنہ سے کہے کہ میرے جی میں اوس حاکم کی محبت ہے تو ضرور ایسا شخص حاکم کا دوست اور مطیع نہیں بلکہ باغی کہلاوے گا۔ اسیطرح اللہ کی محبت اوس کے احکام کے ماننے سے ظاہر ہوگی اور اللہ کے احکام بغیر وسیلہ رسول وقت کے معلوم ہو نہیں سکتے۔ اسواسطے اللہ کی محبت کا دعوےٰ بلا اطاعت رسول وقت کے بالکل ایک غلط دعوے ہے چنانچہ اسیواسطے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے جو روایتہ ہے اوسمیں صاف آنحضرت نے فرما دیا ہے۔ کہ میری اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی عین اللہ کی نافرمانی ہے۔ اِس آیتہ۔ اور حدیث سے معلوم ہوگیا کہ کوئی طریقہ جسمیں اطاعت رسول کی نہ پائی جاوے خواہ کسی قدر محبت الٰہی کے جوش کے دعوے کا ہو ہرگز اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے +

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر وہ ہٹ رہیں تو اللہ نہیں چاہتا منکروں کو

اوپر کی آیۃ جب نازل ہوئی اور آنحضرتؐ نے اوسکا حکم لوگوں کو سنادیا کہ اللہ کی محبت بدون فرمانبرداری رسول وقت کے حاصل نہیں ہوسکتی تو عبداللہ بن ابی منافق نے لوگوں کو بہکانا شروع کیا کہ جسطرح نصاریٰ حضرت عیسےٰ کو مانتے ہیں اوسیطرح محمدؐ بھی تم لوگوں سے اپنے آپ کو منوانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اون سے وہ محبت کریں جو نصاریٰ حضرت عیسےٰ سے کرتے ہیں اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہہ ٹکڑا آیۃ کا نازل فرمایا اور فرمادیا کہ اللہ تعالےٰ نے رسولونکو دنیا میں اسیواسطے بھیجا ہے کہ وہ تمکو اللہ کی مرضی اور نامرضی کی باتیں تبلادیں اور ان کے ذریعہ سے اللہ کے حکم یتبر جو آتے ہیں وہ تمکو سنادیں پھر بغیر فرمانبرداری رسول کے اللہ کی مرضی کے حکم تمکو کیونکر معلوم ہوسکتے ہیں۔ اور جب ضد سے تم نے اللہ کی مرضی کے حکموں کو ہی نہ جانا اور اون حکموں کے منکر رہے تو اللہ تعالےٰ کی محبت کا تمہارا دعوےٰ غلط ہے کیونکہ ایسے منکروں کو اللہ تعالےٰ ہرگز اپنا دوست نہیں ٹھراتا اور نصارا نے جسطرح کی محبت حضرت عیسےٰ کی اپنے دلسے تراشی ہے نہ وہ رسول وقت نے تم سے چاہی ہے اور نہ وہ اللہ کی مرضی کے موافق ہے اور نہ وہ انہوں نے حضرت عیسےٰ سے سیکھی ہے پھر یہ مغالطہ تم کہاں سے پیدا کرتے ہو کہ محمدؐ لوگوں سے وہ اپنی محبت چاہتے ہیں جو نصارا حضرت عیسےٰ سے رکھتے ہیں +

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

کہ اولاد تھی ایک دوسرے کی اور اللہ سنتا جانتا ہے

اوپر کی آیۃ میں اللہ کے رسول کی اطاعت کا ذکر تھا اوس کے پورا کرنے کے لئے اس آیۃ میں رسولوں کے انتخاب کا سلسلہ بیان فرمایا پہلے نبی آدم علیہ السلام تھے جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنی ہاتھ سے بنایا۔ اور جن سے سب انبیاء اور امتوں کا سلسلہ دنیا میں چلا۔ لیکن حضرت آدم سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام کے نبی ہونے تک کوئی حرام حلال کی شریعت نہیں تھی۔ چنانچہ شفاعت کی صحیح حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اول صاحب شریعت نبی فرمایا ہے اسلئے سلسلہ انبیاء کے دوسرے اور صاحب شریعت انبیاء کے اول منتخب نبی حضرت نوح علیہ السلام اور تیسرے حضرت ابراہیم جن کی دو شاخیں ایک شاخ حضرت اسحاق کی جسمیں بنی اسرائیل ہیں انہیں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رہی دوسری شاخ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جسمیں محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہہ اوپر گذر چکا ہے کہ اسرائیل حضرت یعقوب کا لقب ہے اسلئے بنی اسرائیل اولاد یعقوب میں پہلے نبی حضرت یوسف ہیں اور آخری نبی حضرت عیسےٰ عمران سے یہاں عمران بن ماثان حضرت مریم کے باپ مراد ہیں اور اسی سلسلہ میں بنی اسرائیل کے اکثر رئیس اور علما ہوئے ہیں ایک عمران بن یصہر حضرت

موسیٰ اور ہارون کے والد بھی ہیں لیکن آیۃ میں عمران کے ذکر کے بعد حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ کا ذکر ہے۔ اسلئے آیۃ میں حضرت مریم کے والد عمران ثانی کا ذکر معلوم ہوتا ہے اِن دونوں عمرانوں کا اٹھارہ سو برس کے قریب کا فاصلہ ہے۔ اِس آیۃ میں اہل کتاب اور مشرکین عرب دونو کو تنبیہ ہے حضرت ابراہیم کی شاخوں میں اگرچہ یہہ دونوں ہیں مگر اون کے طریقہ پر دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے ✦

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا

جب بولی عورت عمران کی کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد

فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ

سو تو مجھسے قبول کر تو ہے اصل سنتا جانتا پھر جب اسکو جنے بولی اے رب

إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ

میں نے یہ لڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ جنے اور بیٹا نہو جیسے وہ بیٹی

وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

اور میں نے اوسکا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اوسکو اور اوسکی اولاد کو شیطان مردود سے

حضرت مریم کی ماں کا نام حنہ تھا یہہ بانجہ تہیں ایک روز انہوں نے ایک پرند جانور کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو دانہ بھرا رہا ہے یہہ دیکھہ کر اون کو اپنے ہاں بھی بچہ ہونے کی حرص پیدا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ سے بچہ پیدا ہونے کی دعا کی اور نذر مانی کہ بنی اسرائیل کے رواج کے موافق جب بچہ پیدا ہوگا تو اوسکو دنیا کے کاموں سے باز رکہہ کر بیت المقدس کا خادم بنایا جاویگا۔ اتفاق سے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور لڑکی کو بیت المقدس کی خادمہ بنانے کا دستور نہ تھا۔ اسپر اونہوں نے افسوس سے وہ باتیں مونہہ سے نکالیں جنکا ذکر آیتہ میں ہے مگر اونہوں نے خواب دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے بجائے لڑکے کے اوس لڑکی کو نذر میں قبول کر لیا۔ پھر یہہ حضرت مریم کو بیت المقدس کے خادموں پاس لے گئیں اور اون سے اپنا خواب بیان کیا۔ اوسپر اون خادموں نے حضرت مریم کو بیت المقدس کی خادمہ بنانا منظور کر لیا۔ حضرت مریم کے باپ عمران حضرت مریم کی پیدائش سے پہلے مر گئے تہے اسلئے ان یتیمہ کی پرورش کی فکر ہوئی۔ قرعہ اندازی کے بعد ان کی پرورش ان کے خالو حضرت زکریا کے ذمہ ٹھہری بعضی روایتوں میں ہے کہ حضرت ذکریا حضرت مریم کے بڑے بہنوئی تہے اس صورت میں بعضے راویوں نے خالہ کو مشابہ بہن کہا ہے کیونکہ حضرت مریم کی ماں حضرت مریم کی پیدائش سے پہلے بانجہ تہیں پہر حضرت مریم کی بڑی بہن کا ہونا کیونکر ہوسکتا ہے۔ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بچہ کی پیدائش کے وقت شیطان بچہ کے پہلو میں ایک اونگلی چبھوتا ہے۔ جس سے بچہ روتا ہے۔ مگر حضرت مریم کی ماں کی دعا کے سبب سے حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہے۔ مریم کے معنے عبادہ گذار کے ہیں ✦

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ

پھر قبول کیا اوسکو اوسکے ربنے اچھی طرح کا قبول کرنا اور بڑھایا اوسکو اچھی طرح کا بڑھانا۔ اور سپرد کیا زکریا کو جس وقت آتا اوس پاس

عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ

زکریا حجرے میں پاتا اوس پاس کچھ کھانا بولا اے مریم کہانسے آیا تجھکو یہ کہنے

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

لگی یہ اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے قیاس

حضرت مریم کی پرورش حضرت زکریا کے سپرد تھی اسکا حال اوپر گذر چکا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ حضرت مریم ایکدن میں اتنا بڑہتی تہیں جتنا اور کوئی بچہ ایک برس میں بڑہتا ہے جب حضرت مریم سیانی ہوگئیں تو حضرت زکریا نے حضرت مریم کے لئے ایک عبادت خانہ بنوا دیا اس عبادت خانہ میں حضرت زکریا حضرت مریم سے ملنے آیا کرتے تو حضرت مریم کے پاس اون کو بے فصل کا میوہ رکھا ہوا نظر آتا۔ حضرت زکریا پوچھتے۔ مریم یہ میوہ کہاں سے آیا تو حضرت مریم جواب دیا کرتیں۔ یہہ میوہ اللہ نے دیا ہے۔ اس آیتہ میں اولیاء کی کرامت کا ثبوت ہے اور اکثر احادیث سے بھی اسکا ثبوت پایا جاتا ہے۔ محراب عبادت خانہ کو کہتے ہیں۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ

منزل ۱ وہاں دعا کی زکریا نے اپنے ربسے کہا اے رب میرے عطا کر مجھکو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک تو

سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَھُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ

سننے والا ہے دعا پھر اوسکو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑا تھا نماز میں حجرے کے اندر کہ اللہ

يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ

تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیی کی جو گواہی دیگا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جائیگا اور نبی ہوگا

الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ

نیکوں میں بولا اے رب کہانسے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھپر آیا بڑھاپا اور عورت میری بانجہ ہے۔

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ

فرمایا اسیطرح اللہ کرتا ہے جو چاہے بولا اے رب مجھکو دے کچھہ نشانی کہا نشانی تیری یہ کہ

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ

نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام

ع ۴ ۱۲ وَالْاِبْكَارِ ۝

اور صبح

حضرت زکریا کی قصہ کی پوری تفصیل تو سورۂ مریم میں آوے گی۔ مگر اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت زکریا نے

دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے باوجود بانجھ ہونے کے حضرت مریم کی ماں کو صاحب اولاد کیا اور حضرت مریم کو خلاف عادت
بے فصل کا میوہ عنایت فرمایا تو مجھکو بڑھاپے میں اور میری بیوی کو بانجھ پنے میں اگر وہ صاحب قدرت
اولاد عطا فرماوے تو اوسکی قدرت سے کچھہ بعید نہیں اسی خیال سے وہیں حضرت مریم کے عبادت خانہ میں انہوں
نے اولاد کی دعا کی اور وہ دعا قبول ہوئی اور اون کی بی بی کے حاملہ ہونے کی نشانی یہہ قرار پائی کہ باوجود تندرست
ہونے کے تین راتوں سوائے تسبیح اور تہلیل کے اور کچھہ بات کسی سے نکر سکیں سید کے معنے سردار ذریہ کے
معنے نسل۔ حصور وہ جو باوجود قدرت کے عورت کی صحبت سے باز رہے۔ مصدقاً بکلمۃ من اللہ کے یہ معنے ہیں
کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسےٰ کے نبی ہونے کی صداقت ادا کریں گے سب سے پہلے حضرت عیسے پر حضرت یحییٰ
ایمان لائے ہیں۔ حضرت یحییٰ کا نام پچھلی کتابوں میں یوحنا تھا اوپر گذر چکا ہے۔ حضرت عیسے علیہ السلام کو
کلمۃ من اللہ اسلئے کہتے ہیں کہ وہ بغیر باپ کے اللہ کے حکم کلمہ کن سے پیدا ہوئے ہیں سورج ڈھلنے سے غروب
تک کے وقت کو عشی اور طلوع صبح سے چاشت تک کے وقت کو ابکار کہتے ہیں ✣

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ
اور جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھکو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھکو سب جہان
الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ منزل ۱
کی عورتوں سے اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھہ رکوع کرنیوالوں کے یہ
مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ
خبریں غیب کی ہیں ہم بھیجتے ہیں تجھہ کو اور تو نہ تھا اونکے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کو کہ کون
اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝
پالے مریم کو اور تو نہ تھا اون کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔

صحیح حدیثوں سے قرعہ کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل میں قرعہ ڈالنے کا طریقہ یہہ تھا کہ کسی کام میں
جب یہ بحث آنکر پڑتی کہ اس کام کو کون کرے تو وہ لوگ نہر اردن پر جاکر تورات کے لکھنے کے اپنے اپنے
قلم بہتے پانی میں ڈالتے تھے جسکا قلم بہاؤ کو چھوڑ کر اولٹا بہئے یا بہنے سے رک کر ٹھہر جاوے تو وہی شخص اوس
کام کو کرتا تھا جب حضرت مریم کی ماں اپنی نذر کے موافق حضرت مریم کو بیت المقدس میں لائیں اور بیت المقدس
کے مجاوروں سے اپنا خواب بیان کیا تو سب چاہنے لگے کہ مریم کو ہم پالیں آخر رواج کے موافق قرعہ پر فیصلہ قرار پایا
اور حضرت زکریا کا قلم پانی کے بہاؤ کو چھوڑ کر اولٹا بہا۔ اسلئے حضرت مریم کے پالنے کے وہی حقدار ٹھہرے
حضرت مریم کو یہ خوشخبری جو دی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اونکو پسند کیا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اون سے پہلے خدا
تعالےٰ نے یہہ مرتبہ کسی عورت کو نہیں دیا اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں وہ سب سے بلند مرتبہ کی تھیں اون کی تھرائیکا

یہہ مطلب ہے کہ اونکو اور عورتوں کی طرح ہمیشہ کے حیض کی عادت نہیں تھی۔ حضرت عیسے کے حمل سے
پہلے صرف دو دفعہ اونکو عمر بھر میں حیض آیا تھا۔ عبادت کا حکم سنکر حضرت مریم اسقدر عبادت کیا کرتی تھیں کہ
اون کے پاؤں سوج جاتے تھے قنوت کے معنے یہاں خالص دل سے عبادت کرنے کے ہیں اِس قصہ میں
اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی آسمانی بھی اسطرح ثابت فرمائی ہے کہ یہہ قصہ اور اسطرح
کے اور قصے دنیا میں سوا اہل کتاب کے کسی دوسرے کو معلوم نہیں پھر اے نبی اللہ کے بغیر مدد اہل کتاب کے تم جو
قصے اونکو سناتے ہو تو اون کے دل جانتے ہیں کہ یہہ قصے تمکو آسمانی وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں
جس سے یہہ ثابت ہوا کہ تم بلاشک اللہ کے وہی خاتم النبیین ہو جنکا ذکر اونکی کتابوں میں ہے اور یہ فقط عناد سے
تمکو اور اللہ تعالےٰ کے کلام کو نہیں مانتے ✦

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى

جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھکو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جسکا نام مسیح عیسے

ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ گود میں ہوگا

وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ط منزل ۱

اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیکبختوں میں ہے بولی اے رب کہاں سے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھکو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

کہا اسیطرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اسکو ہو وہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسے علیہ السلام کی پیدایش کا پورا قصہ تو سورہ مریم میں آوے گا۔ مگر حاصل اوسکا یہہ ہے کہ حضرت عیسے
علیہ السلام کے حمل سے پہلے حضرت مریم کو جو دو حیض آئے تھے اونمیں سے آخری حیض سے فارغ ہو کر جب وہ
سب سے الگ نہانے کو گئیں اور پردہ کرکے نہانے لگیں تو ایک خوبصورت مرد کی شکل میں حضرت جبرئیل
علیہ السلام اونکو نظر آئے حضرت مریم نے اونکو دیکھ کر یہہ کہا کہ اے شخص اگر تو پرہیزگار آدمی ہے تو میں تیرے
بد ارادہ سے اللہ کی پناہ میں آنا چاہتی ہوں۔ حضرت جبرئیل نے جواب دیا کہ اے مریم میں تو تیرے رب کی
طرف سے تجھکو ایک بڑی شان کے لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم نے
اسبات کو سنکر بڑے تعجب سے کہا کہ میرے یہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا۔ مجھکو تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا
حضرت جبرئیل نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا حکم یوں ہی ہے کہ بغیر باپ کے ایک لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہو کر اللہ کی
قدرت کی ایک نشانی دنیا میں لوگوں کو نظر آوے یہہ کہکر حضرت جبرئیل نے حضرت عیسے علیہ السلام کی روح
حضرت مریم کے جسم میں پھونکدی اور حضرت مریم کو حمل رہگیا اور وقت مقررہ پر حضرت عیسے علیہ السلام پیدا

ہوئے اور اسطرح بغیر باپ کے بچہ پیدا ہو جانے پر لوگوں نے حضرت مریم سے طرح طرح کی قیل وقال شروع کی
تو انہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیطرف اس قیل وقال کے جواب کا اشارہ کیا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام
نے خلاف عادت لوگوں سے کہا کہ تم کیا قیل وقال کرتے ہو۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اسیکا ذکر اس آیتہ میں
ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بچپنے میں لوگوں سے باتیں کیں۔ دنیا میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وجاہت
یہ تھی کہ وہ نبی ہو کر آئے۔ آخرت میں اون کی وجاہت یہہ ہوگی کہ وہ گنہگار لوگوں کی شفاعت کرینگے۔ مسیح وہ جسکے
ہاتھہ لگانے سے بیمار اچھے ہوں یا جنکا کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام میں یہہ
دونوں باتیں تھیں دجال کو بھی مسیح اسلئے کہتے ہیں کہ سوا مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس کے وہ سب جگہ پھریگا
بعضے مفسروں نے یہاں دو لطیفے نقل کیئے ہیں۔ ایک حضرت مریم کے متعلق۔ اور دوسرا حضرت عیسےٰ کی
متعلق۔ حضرت مریم کے متعلق لطیفہ یہہ ہے کہ ایک عیسائی شخص نے ایک مسلمان شخص سے یہہ کہا کہ تم کو کچھ
خبر ہے کہ لوگوں نے تمہارے پیغمبر کی بی بی کی نسبت کیا الزام لگایا تھا مسلمان نے جواب دیا کہ ایک پیغمبر
کی ماں پر بھی یہی الزام لگایا جا چکا ہے۔ مطلب یہہ ہے کہ جسطرح حضرت مریم جھوٹے الزام سے بری ہیں اسیطرح
حضرت عائشہ۔ حضرت عیسے کے متعلق لطیفہ یہہ ہے کہ ایک عیسائی شخص نے ایک مسلمان شخص سے کہا
کہ آیتہ قرآنی وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ عیسے اللہ تعالےٰ کے جز ہیں مسلمان نے جواب دیا
کہ آیتہ ما فی السموات وما فی الارض جمیعًا منہ سے کیا پایا جاتا ہے وہ عیسائی شخص یہ بات سنکر لاجواب ہوگیا۔ منزل ١
انجیل میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا نام یشوع ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اور سکھا دیگا اوسکو کتاب اور کام کی باتیں اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف
اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ
کہ میں آیا ہوں تم پاس نشان لیکر تمہارے رب کا کہ میں بنا دیتا ہوں تمکو مٹی سے صورت جانور کی
فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
پھر اسمیں پھونک دیتا ہوں تو وہ ہو جاوے اڑتا جانور اللہ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہو اور کوڑھی
وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ
اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تمکو جو کھا کر آؤ اور جو رکھہ آؤ اپنے
بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا
گھر میں اسمیں نشانی پوری ہے تمکو اگر تم یقین رکھتے ہو اور سچ بتاتا ہوں
بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ
توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اسواسطے کہ حلال کر دوں تمکو بعضی چیز جو حرام تھی تمپر اور آیا ہوں

وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

تم پاس نشانی لیکر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

سو اوسکی بندگی کرو یہ سیدہی راہ ہے

اللہ تعالے نے ہر نبی کو اوس زمانہ کے موافق معجزہ دیا ہے چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا بڑا زور تھا اسلئے اونکو ایسا معجزہ دیا کہ جس سے سب جادوگر دنگ ہوگئے۔ حضرت عیسے علیہ السلام کے زمانہ میں طبیبوں کا بڑا زور تھا اسواسطے اونکو ویسا ہی معجزہ دیا کہ مردہ کو جلانا تو درکنار مادرزاد اندہے اور بدن پر کے سفید داغ والے کو بھی کوئی طبیب اچھا نہیں کرسکتا اور نہ کوئی طبیب یہ تبلا سکتا ہے کہ بیمار نے کل کیا کھایا تھا۔ حضرت عیسے علیہ السلام یہ سب کچھ کرتے تہے جس سے سب طبیب حیران تھے۔ اسیطرح نبی آخر الزماں کے زمانہ میں عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کا بڑا زور تھا اللہ تعالے نے ان پر اون فصیح و بلیغ لفظوں میں قرآن اوتارا کہ کسی سے ایک آیتہ بھی ویسی نہ بن سکی۔ حضرت عیسے علیہ السلام بڑے خوشنویس تہے اور توراۃ اور انجیل اونکو زبانی یاد تھی حکمت سے مراد تہذیب اخلاق ہے۔ بعضی چیزیں جو یہود پر اونکی شرارت کے سبب سے حرام تھیں حضرت عیسے علیہ السلام نے اون پر اون چیزوں کو اللہ کے حکم سے حلال کردیا جس سے بہ نسبت شریعت موسوی کے شریعت عیسوی بہت آسان ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے فقط چمگادڑ لوگوں کی فرمایش سے بنائی تہی۔ جہانتک لوگوں کی نگاہ کام دیتی تہی وہاں تک وہ اوڑتی تہی۔ پھر مر کر گر پڑتی تہی۔ تاکہ اللہ کے کام اور بندے کے کام میں فرق پیدا ہو جاوے۔ اس آیتہ میں حضرت عیسے علیہ السلام نے سیدہا راستہ اللہ تعالے کی خالص عبادت کو تبلایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضرت عیسے کو اللہ کی عبادت میں شریک ٹہراتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ✤

منزل ۱

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

پھر جب معلوم کیا عیسے نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں کہا حواریوں نے

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ

ہم ہیں مدد کرنیوالے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہمنے قبول کیا اے رب ہمنے یقین کیا جو تو نے اتارا

النصف ۵ ع ۱۳ ۱۳

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہمکو ماننے والوں میں اور فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے

اگرچہ یہود کو توراۃ کے پڑہنے سے یہ معلوم تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام جب نبی ہونگے تو توراۃ کے بعضے مسئلے

خدا کی حکم سے منسوخ ہونگے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو محض عناد سے یہود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دشمن ہو گئے اور اوسوقت کے بادشاہ سے ملکر حضرت عیسےٰ کے قتل پر آمادہ ہوگئے یہاں تک کہ موقع پاکر اونکو ایک مکان میں گھیر لیا۔ اسیوقت خدا تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کو تو آسمان پر اوٹھا لیا اور حضرت عیسےٰ کے ساتھیوں میں سے یا یہود میں کے ایک آدمی میں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا حضرت عیسیٰ کی شکل پیدا کردی اور یہود نے اوسی شخص مشابہ عیسےٰ کو عیسےٰ سمجھکر سولی پر چڑھا دیا۔ غرض اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے مکر و فریب کو ایک حکمت اور تدبیر سے جو نیست و نابود کیا ہے اوسیکو مقابلہ کلام کے طور پر مکر اللہ فرمایا ہے۔ حضرت عیسےٰ پر بارہ شخص جو ایمان لائے تھے۔ اونکو حواری کہتے ہیں حواری کے معنے مددگار کے ہیں چنانچہ صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کا ایک حواری یعنے سچا مددگار رہتا ہے۔ میرے حواری زبیر ہیں۔ فاکتبنا مع الشاھدین کے یہہ معنے ہیں کہ یا اللہ ہمکو اون لوگوں میں لکھہ لے جنہوں نے تیرے رسول عیسےٰ علیہ السلام کے سچے رسول ہونے کی گواہی دی ہے۔ اسمیں امت محمدیہ بھی داخل ہے ✤

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جسوقت کہا اللہ نے اے عیسےٰ میں تجھکو پھر لونگا اور اوٹھا لونگا اپنی طرف اور پاک کردونگا کافروں سے

منزل

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

اور رکھونگا تیرے تابعوں کو اوپر منکروں سے قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہی تمکو پھر آنا ہے

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ

پھر فیصلہ کردونگا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے سو وہ جو کافر ہوئے اونکو عذاب کرونگا

عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں اونکا مددگار اور وہ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

یقین لائے اور عمل نیک کئے سو اونکو پورا دیگا اونکا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝

یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھکو آیتیں اور مذکور

مفسرین میں اختلاف ہے کہ مراد انی متوفیک و رافعک الی سے کیا ہے۔ لیکن حضرت ابوہریرہ کی متفق علیہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پھر دنیا میں آویں گے اور اس باب میں اور بہت حدیثیں ہیں اسیطرح ابوداؤد اور حاکم کی ابوہریرہ کی صحیح حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد پھر اون کی وفات ہوگی اور اوس وقت کے مسلمان انکی جنازہ کی نماز پڑھینگے
اور آیتہ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی موت دنیا میں ایک ہی
دفعہ اللہ تعالےٰ نے قرار دی ہے۔ اسی سبب سے آیتہ وہو الذی یتوفاکم باللیل کے قرینہ سے انی متوفیک
کے معنے جن مفسروں نے یہ لئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر اوٹھایا
تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حالت نیند کی سی تھی انہی مفسروں کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے اللہ تعالےٰ
نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے یہہ جو وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے تابع قیامت تک یہود پر غالب رہیں گے
اسکا ظہور اب موجود ہے کہ ہر شہر میں یہود بالکل بلا حکومت اور عیسائی یا مسلمانوں کے زیر حکومت ہیں۔
آیتہ میں قیامت کے دن جس اختلاف کے فیصلہ کا ذکر ہے اوسمیں وہ بھی داخل ہے جو قسطنطین بادشاہ نے
اصلی عیسائی دین میں طرح طرح کا اختلاف ڈالا ہے آخر آیتہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنی نبی کی نبوت
کی تصدیق اوسیطرح کی ہے جسکا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن
تحقیق عیسےٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی ہے بنایا اوسکو مٹی سے پھر کہا اوسکو ہو جا
فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن
وہ ہو گیا حق بات ہے تیرے رب کیطرف سے پھر تو مت رہ شک میں پھر جو جھگڑا کرے تجھسے اس بات میں
بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَ
بعد اسکے کہ پہنچ چکا تجھکو علم تو تو کہہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور
نِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ
اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی
عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ
جھوٹوں پر یہ جو ہے سو یہی ہے بیان تحقیق اور کسیکی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے
لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝
وہی ہے زبردست حکمت والا پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے

منزل ۱
ع ۹ ۶ ۱۴

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابن سعد نے طبقات میں اس آیتہ کی شان
نزول جو بیان کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے نجران کے نصارا کو ایک خط لکھا تھا جسمیں اونکو
اسلام لانے کا پیغام تھا وہاں سے کچھہ نصارا کے عنصر اور پادری لوگ آنحضرت کے پاس بحث کو آئے۔
آنحضرت نے اون سے اسلام لانے کو کہا اونہوں نے جواب دیا کہ ہم تم سے پہلے ہی اسلام لاچکے ہیں آپنے

فرمایا تم حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو اور سور کا گوشت کھاتے ہو اور حضرت عیسے اور مریم کی تصویروں اور
صلیب کی پوجا کرتے ہو یہ باتیں تمہارے دین میں کب جایز ہیں اونہوں نے کہا کہ حضرت عیسےٰ اگر خدا کے
بیٹے نہیں تو بتلاؤ دنیا میں اونکا باپ کون ہے۔ اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ
جسطرح بے ماں باپ کے حضرت آدم اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے اسطرح حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے اللہ کے حکم سے
پیدا ہوئے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر بعد اس فہمایش کے بھی یہ نصارا نہ مانے تو جھوٹے گروہ پر بد دعا کرنے کا
جو طریقہ ہے دونو فریق مسلمان و نصارا جنگل میں جاکر اوسکو جاری کریں جھوٹا گروہ خود وبال میں پھنس
جاوے گا یہ حکم سنکر نصارا نے آنحضرت سے کہا کہ کل ہم آپس میں صلاح کر کے بد دعا کرنے کے طریقہ پر عمل
کرینگے پھر آپسمیں صلاح کی اور دوسرے روز آنحضرت صلعم حضرت علی اور حسنین اور حضرت فاطمہ کو ساتھ لیکر
جنگل میں جاکر جھوٹے گروہ پر بد دعا کرنے کو طیار ہوگئے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور دونوں صاحبزادوں سے
یہ کہدیا کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا ان نصارا میں ایک شخص شرحبیل پادری تھا اوس نے
نصارا سے کہا کہ یہ تمکو معلوم ہے کہ نبی کی بد دعا کے بعد ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اسواسطے میری رائے یہ ہے
کہ بد دعا باہمی کو موقوف کر دیا جاوے۔ چنانچہ پھر رجب کے مہینہ میں اور صفر کے مہینے میں کچھ مال داخل کرنے پر ان
لوگوں سے آنحضرت نے صلح کر لی اس صلح کے مال کو جو سالانہ ان نصارا سے ٹھیرایا گیا تھا بعض مفسرین
نے جزیہ کہا ہے اور بعض مفسرین نے اوسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ معاملہ فتح مکہ سے پہلے ۹ھ منزل ۱
ہجری کا ہے اور جزیہ کی آیتہ جو سورہ توبہ میں ہے فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے پھر آخر یہ بات قرار
پائی ہے کہ یہ مال جزیہ کا نہیں تھا بلکہ بطور صلح کے تھا مسند امام احمد بن حنبل بخاری ترمذی اور نسائی میں حضرت
عبد اللہ بن عباسؓ سے روایتہ ہے کہ ابو جہل نے ایک دفعہ ہجرت سے پہلے یہ جو کہا تھا کہ مکہ میں آنحضرت کو
نماز پڑہتے دیکھونگا تو اون کی گردن پر پاؤں رکھکر اونکو کچل ڈالوں گا۔ اگر وہ اپنا ارادہ پورا کرنے کو آنحضرت
کی نماز پڑہنے کے وقت مسجد حرام کیطرف آتا بھی تو فوراً آسمان سے فرشتے آکر سب کے سامنے اوس کو
ہلاک کر ڈالتے۔ اسیطرح یہود کو جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر اپنے اس قول میں تم سچے ہو کہ مرنے کے
بعد چند روز کے سوا تمکو دوزخ کی آگ نہیں جلاوے گی تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو مرنے کی خواہش کرو
اوسپر یہود اگر آج اپنے آپ کو سچا جانکر موت کی خواہش کریں تو ابھی سب مرجائیں اور آج ہی اونکے
ہمیشہ رہنے کے دوزخ کے ٹھکانے اونکو دکھا دیئے جاویں اور نجران کے نصارا آنحضرت سے
بد دعا کا مقابلہ کرتے تو ایک بھی اون میں کا جیتا نہ رہتا۔

اسمٰعیل ۱۲ ۲۱ ۶ قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ

تو کہہ اے کتاب والو آؤ ایک سیدہی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کو

وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا
اور شریک نہ ٹھیراویں اسکی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپسمیں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے پھراگر وہ قبول نہ کریں

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ
تو کہہ شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔

یہ آیۃ اونہی نجرانی لوگوں کے مباحثہ کے وقت نازل ہوئی ہے اور اوس کے حکم میں سب اہل کتاب شریک ہیں سیدہی بات کی تفسیر وہی ہے جو خود آیۃ میں ہے کہ ہم تم سب ملکر سوا اللہ کے کسی کی عبادت نکریں کیونکہ یہ ایسی سیدہی بات ہے کہ اول صاحب شریعت نبی نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسے علیہ السلام تک سارے انبیاء اس پر قائم رہے ہیں اس شریعت اعتقادی میں کبھی ایسا اختلاف نہیں پڑا جیسا اختلاف تم لوگوں نے اہل کتاب ہوکر ڈال رکھا ہے پھر آخر کو فرما دیا کہ بات تو یہ سیدہی ہے اگر اہل کتاب ہوکر یہہ لوگ اسکو نہ مانیں تو اون سے کہدیا جاوے کہ تم ہمارے گواہ رہو کہ ہم تو حکم الہی کے تابع ہیں حاصل مطلب یہ ٹھہرا کہ اہل کتاب ہوکر تم لوگوں نے جو باتیں تراش رکھی ہیں وہ نوح علیہ السلام کی شریعت سے لیکر عیسے علیہ السلام کی شریعت تک کبھی نہیں تہیں اسلیئے تم لوگ حکم الہی کے ہرگز تابع نہیں بلکہ نبی آخر الزمان جس مسئلہ توحید کی تم لوگونکو ہدایت کرتے ہیں وہی مسئلہ سب شریعتوں میں ہے اور جو اسپر عمل کرتے وہی حکم الہی کا تابع ہے۔

منزل ۱

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ
اے کتاب والو کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم پر اور توریت انجیل تو اوتریں اوسکے

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ
بعد کیا تمکو عقل نہیں سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات میں تمکو کچھ تھی خبر

فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ
اب کیوں جھگڑتے ہو جس بات میں تمکو خبر نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے نہ تھا

اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ
ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار اور نہ تھا

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَھٰذَا
شرک والا لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو تھی جو ساتھ اسکے تھے اور اس

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
نبی کو اور ایمان والونکو اور اللہ والی ہے مسلمانونکا

بیہقی نے دلایل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایۃ کی ہے کہ ایک روز آنحضرت کے روبرو علماء یہود

اور نجران کے پادریوں کا بڑا جھگڑا ہوا یہود کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور نصارا کہتے تھے کہ نہیں نصرانی تھے اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ توراۃ اور انجیل جن دونوں کتابوں سے یہود اور نصارا کا دین دنیا میں چلا ہے وہ تو حضرت ابراہیم کے بعد اوتری ہیں ابراہیم علیہ السلام اور موسےٰ علیہ السلام میں ہزار برس کے قریب کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام میں تین ہزار برس کے قریب کا پھر حضرت ابراہیم یہودی یا نصرانی کیونکر ہو سکتے ہیں رہی یہ بات کہ حضرت ابراہیم کو دنیا میں اب کون سے دین سے مناسبت ہے خلاف علم الٰہی انجانی بات میں یہ لوگ جو بحث کر رہے ہیں یہ اللہ کو ہرگز پسند نہیں اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جو بات آدمی کو معلوم نہو اوسمیں نفسانیت سے ہرگز بحث نکرے۔ اس شان نزول کی روایتہ چند طریقوں سے ہے جسکے سبب سے ایک سند دوسرے کو قوت ہے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
آرزو ہے بعض کتاب والون کو کسی طرح تمکو راہ بہلادین اور راہ بہلاتے نہیں مگر آپ کو
وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝
اور نہین سمجھتے اے کتاب والو کیون منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور تم قائل ہو
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۸ منزل ۱ ۶۵
اے کتاب والو کیون ملاتے ہو صحیح مین غلط اور چھپاتے ہو سچی بات جان کر

چند یہود نے معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان وغیرہ کو یہہ رغبت دلائی کہ وہ دین محمدی کو چھوڑ کر یہودی ہو جائیں اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیۃ نازل فرمائی کہ مسلمان اپنے دین پر خدا کیطرف سے پکے ہیں اون کو توکسی کے بہکانے سے کچھ ضرر نہیں پہونچ سکتا۔ مگر بہکانے کا اثر بہکانے والوں کے نامہ اعمال میں لکھا جاویگا جس سے وہ غافل ہیں +

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ
اور کہا ایک لوگون نے اہل کتاب مین کہ مان لو جو کچھ اترا مسلمانون پر دن چڑھے
النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ۚ
اور منکر ہوجاؤ آخر دن شاید وہ پھر جاوین

جب دن بدن دین محمدی میں لوگ بڑھنے لگے تو یہود کو یہہ امر شاق گذرا اسلئے عداوت سے خیبر کے بارہ ۱۲ شخص یہود نے یہ صلاح کی کہ تازہ دم نئے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لئے ایک دن صبح کو فریب سے طور پر مسلمان ہو گئے۔ اور صبح کی نماز بھی مسلمانوں کے ساتھ پڑھی اور تیسرے پہر کو یہ مرتد ہو گئے تاکہ نئے

مسلمان اپنے دل میں خیال کریں کہ اِس دین محمدی میں کچھ نقصان ضرور تھا جو یہ اہل کتاب لوگ اِس دین میں داخل ہوکر پھر منحرف ہوگئے اللہ تعالٰے نے اون یہود کا ادنی فریب ظاہر کرنے اور نئے مسلمانوں کا وسوسہ دور کرنے کی غرض سے یہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمادیا کہ ایسے فریبوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ ہے اور نبوت اللہ کا ایک فضل ہے وہ اپنے اِس فضل کو جب تک جس خاندان میں چاہے رکھے اون لوگوں کا یہہ حسد کہ نبوت بنی اسمعیل میں کیوں ہوئی۔ اِن ہی کے نقصان کا موجب ہے۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى

اور یقین نہ کریو مگر اوسیکا جو چلے تمہارے دین پر تو کہہ ہدایت وہی جو اللہ ہدایت کرے اسواسطے کہ کسیکو

اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ

ملا جیسا کچھ تمکو ملا تہا یا مقابلہ کیا تمسے تمہارے رب کے آگے تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھہ مین ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ گنجایش والا ہے خبردار خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جسپر چاہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اور اللہ کا فضل بڑا ہے

منزل ۱

تفسیر ابن ابی حاتم میں ابی مالک سے روایتہ ہے کہ اِس آیتہ کے دو ٹکڑے ہیں پہلا ٹکڑا علمار یہود کا ہے کہ وہ اپنے قوم کے ان پڑھ لوگوں سے کہا کرتے تہے کہ دیکھو اپنے دین والے کے سوا کسیکی بات کو ہرگز نہ ماننا۔ دوسرا ٹکڑا اللہ تعالٰے نے اونکی اوس بات کے جواب میں اوتارا ہے کہ اِن سے آپ نبی اللہ کے تم کہدو کہ ہدایت اللہ کے ہاتھہ ہے۔ ایسی باتوں سے وہ اللہ کی ہدایتہ کو ہرگز روک نہیں سکتے چنانچہ وہی ہوا کہ اللہ کی ہدایت دن بدن پھیل کر اسلام بڑھتا گیا اور یہود حسد اور عداوت میں خوار اور ذلیل ہوتے گئے ہرچند اونہوں نے آنحضرت کے اوصاف کو جو تورات میں مذکور تہے چھپایا اَن پڑھ یہود کو غیر دین کی بات ماننے سے روکا مگر اللہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہے آخر ہوا وہی جو اللہ کو منظور تھا۔

وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ

اور بعضے اہل کتاب میں سے وہ ہیں کہ اگر تو ان پاس امانت رکھے ڈھیر مال کا ادا کریں تجکو اور بعضے اُنمیں سے وہ ہیں اگر تو

تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ

ان کے پاس امانت رکھے ایک اشرفی ادا نہ کریں تجکو مگر جب تک تو رہے اسکے سر پر کھڑا یہ اسواسطے کہ انہوں نے

قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ

کہہ رکھا ہے نہیں ہمپر جاہلوں کے حق کا گناہ اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر

يَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

ہے۔ کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور پرہیزگاری تو اللہ چاہتا ہے پرہیزگاروں کو

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے یہود کے اوس فرقہ کا ذکر فرمایا تھا جسمیں سرتاپا برائی ہی برائی تھی۔ بھلائی کچھ بھی نہ تھی۔ اور حقیقت میں بعضے اونمیں سوا اوس برے فرقے کے بھلے بھی تھے اسلئے یہ آیتہ نازل فرماکر بروں کی ساتھ اچھوں کا ذکر بھی فرمادیا تاکہ مسلمانوں میں اون اچھوں کی عزت بڑہے اور برے بھی ان اچھوں کی عادت سیکھیں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتہ ہے کہ عبداللہ بن سلام جو پہلے یہودی تہے اور پھر مسلمان ہوگئے ان کے پاس کسی نے کئی سو تولے سونا امانت رکھوادیا اور اونہوں نے وقت پر ادا کردیا۔ اور ایک یہودی اور تھا کہ ایک شخص کی ایک اشرفی امانت لیکر مکر گیا صحیحین مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایتہ ہے کہ امانت میں خیانت کرنا جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا لڑائی کے وقت گالیاں بکنا یہ منافقوں کی علامتیں ہیں یہود کے برے فرقے نے جہاں اور غلط باتیں توراۃ میں اپنی طرف سے بڑھادی تھیں وہاں ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ کہتے تہے کہ عرب کے لوگ بت پرست اور بد دین ہیں انکا مال جسطرح ہضم کرلینا توراۃ میں روا لکھا ہے اسلئے اونکے مال کے ہضم کرنے پر ہمکو کوئی مواخذہ کا راستہ نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے اونکی وہ بات بھی اس آیتہ میں جھٹلادی اور فرمادیا کہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں توراۃ میں ہرگز کہیں یہ بات نہیں ہے پرایا مال ہضم کرنے پر ضرور مواخذہ ہے ہاں اگر وہ
جسطرح اول سے اور اللہ سے توراۃ میں معاہدہ ہے اوسکے موافق اسلام لے آوینگے تو اسلام پچھلی ساری منزل ١
برائیاں مٹا ڈالتا ہے اس سبب سے اون سے یہ برائی مٹاکر اونکو متقی بنادیگا۔ اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ

جو لوگ خرید کرلیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو کچھ حصہ نہیں

فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

آخرت میں اور نہ بات کریگا اونسے اللہ اور نہ نگاہ کریگا انکی طرف قیامت کے دن اور نہ سنواریگا ان کو اور انکو دکھ کی مار ہے

صحیحین وصحاح کی کتابوں میں روایتہ ہے کہ اشعث بن قیس صحابی اور ایک یہودی میں کچھ زمین کا قضیہ تھا اوسکی فریاد آنحضرت کے پاس آئی۔ آنحضرت نے اشعث بن قیس سے فرمایا تمہارے پاس اس دعوے کے ثبوت کے گواہ ہیں۔ اشعث بن قیس نے کہا نہیں۔ گواہ تو نہیں ہیں۔ آپنے یہودی سے کہا کہ تو اپنے دعوے پر قسم کہا۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ حضرت یہ یہودی فوراً جھوٹی قسم کھاکر میری زمین دبالیگا۔ اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمادیا دنیا کی تھوڑی سی طمع کے لیے جو کوئی جھوٹی قسم کھائیگا۔ وہ عقبیٰ میں جنت کی بڑی بڑی نعمتوں سے محروم رہے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کا اوسپر ایسا غصہ اور غضب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے اوسکی طرف نہ دیکھیگا۔ اور نہ اوس سے بات کریگا۔ اور نہ اس کے کسی گنہ سے درگذر فرمادیگا صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھنے والا جھوٹی قسم کھانیوالا

صدقہ دے کر احسان جتانے والا ان تین شخصوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا ایسا غصہ ہوگا کہ اون سے اللہ تعالیٰ نہ بات
کرے گا نہ اون کے گناہوں سے درگذر کرے گا۔ سوا شان نزول کے جو متفق علیہ حدیث میں ہے۔ اور شان نزول
اس آیتہ کی حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں جو مذکور ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ ان معاملات پر بھی آیتہ کا مطلب
صادق آتا ہے ورنہ معتبر شان نزول وہی ہے جو متفق علیہ حدیث کی رو سے بیان کیگئی ہے۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ
اور اون میں ایک لوگ ہیں کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب کہ تم جانو وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں
مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ
کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝
جھوٹ بولتے ہیں جان کر

حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ یہود اور نصارا دونوں نے توراۃ اور انجیل میں اپنی طرف سے
جو باتیں ملا دی تھیں اوس تحریف کو مسلمانوں پر ظاہر کر دینے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی
اور فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے لفظ جو اون دونوں کتابوں آسمانی میں ہیں اون اصلی
لفظوں سے زبان بدلکر اور موڑ کر اون لفظوں کو اے مسلمانوں تمہارے سامنے اس ڈھنگ سے یہ اہل کتاب
پڑھتے ہیں کہ تم اوسکو اللہ کا کلام خیال کرتے ہو حالانکہ وہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور خود اونکا دل جانتا
ہے کہ وہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ مگر جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے قرب وجوار
میں اکثر یہود رہتے تھے او مسلمانوں کے اور اون کے بات چیت اور ملاقات ہوتی رہتی تھی اور یہود لوگ
اپنی بدلی ہوئی آیات توراۃ میں سے اس قسم کے احکام توراۃ کے مسلمانوں کی روبرو بیان کرتے تھے کہ جس سے
مسلمانوں کی جی میں کچھ شبہات پیدا ہوں اس آیتہ کے حکم سے اور اس آیتہ کے حکم کے موافق چند احادیث سے
آنحضرت نے جب مسلمانوں کو اہل کتاب کے اسطرح کے میل جول سے روکا تو مسلمانوں نے پھر اسطرح کا میل جول
اہل کتاب سے چھوڑ دیا اور دین محمدی میں اہل کتاب کے سبب سے ایک رخنہ جو پڑتا تھا وہ مٹ گیا وہ حدیثیں جنمیں
آنحضرت نے مسلمانوں کو اہل کتاب کے اسطرح کے میل جول سے دین میں رخنہ نہ پڑنے کی غرض سے روکا ہے یہ ہیں
امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن ثابت سے روایتہ کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر اپنے ایک دوست یہودی سے چند باتیں
توراۃ کی سنکر آئے انھوں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں توراۃ کی چند باتیں سنکر آیا ہوں جو مجھکو اچھی معلوم ہوتی
ہیں اگر آپ فرماویں تو میں ان باتوں کو آپکے سامنے بیان کروں آپکو یہ بات حضرت عمر سے سنکر غصہ آگیا فرمایا کہ
اگر آج کی تاریخ تم میں خود حضرت موسےٰ زندہ ہوتے اور تم مجھکو چھوڑ کر حضرت موسےٰ کی فرمانبرداری کرتے

منزل ۱

تو بلاشک تم لوگ گمراہ ہو جاتے دوسری روایتہ ابو یعلیٰ موصلی کی سند میں حضرت جابر سے ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تم اہل کتاب سے دین کی بات چیت مت کیا کرو اہل کتاب اپنی کتابوں میں تحریف کرنے سے خود راہ پر نہیں رہے وہ تمکو کیا ہدایت کر سکتے ہیں آج حضرت موسیٰ اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ دونوں زندہ ہوتے تو وہ بھی میری فرمانبرداری قبول کرتے۔ آیتہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں لفظی معنوی طرح طرح کا تصرف کیا ہے اور پھر اوسی پر جمے ہوئے ہیں۔ مرضی الٰہی کے موافق آخری شریعت شرع محمدی کو نہیں مانتے حالانکہ جسطرح ہر حاکم وقت ایک قانون بنا کر مصلحت ملکی کے لحاظ سے ایک مدت تک اوس قانون کا رواج اور عمل جائز رکھتا ہے اور جب مصلحت ملکی اوس قانون نافذ الوقت کے موافق اوس حاکم کو نظر نہیں آتی۔ تو اوس پہلے قانون کو منسوخ کر کے بجائے اوس کے دوسرا قانون نافذ کر دیتا ہے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں دنیا کے پیدا کرنے سے ہزارہا برس پہلے دنیا کی ہر ایک دورہ کی مصلحت کے موافق ایک قانون قرار دیا ہے۔ جسکو اوس دورہ کی شریعت ٹھہرایا ہے اور یوم المیثاق میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء سے اور سب انبیاء نے اپنی اپنی امتوں سے یہہ مضبوط عہد لیا ہے کہ دنیا کے ہر دورہ میں اوسی شریعت کا عمل ہوگا۔ جو شریعت اوس دورہ کے لئے ٹھہرائی گئی ہے اور ہر نبی وقت اور امت وقت کو اوس معاہدہ میں یہ تاکید ہے کہ جو کوئی پچھلے دورہ کا نبی یا امت اگلے دورہ کی شریعت اور نبی کو پاوے تو فوراً پچھلے دورہ کی شریعت کو چھوڑ کر نافذ الوقت شریعت کا پورا فرمانبردار ہو جاوے اور کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں ہے (منزل) جسمیں اس معاہدہ کا ذکر نہو۔ لیکن اہل کتاب نے اس معاہدہ کی آیات کو کتب آسمانی میں بدل ڈالا تھا جس سے اللہ کے انتظام میں ایک رخنہ پڑتا تھا۔ اوس رخنے کے روکنے کی اکثر آیات قرآن شریف میں مثل اس آیتہ کی ہیں اور رسول وقت نے اللہ کی مرضی کے موافق اکثر احادیث میں اس رخنہ کو روکا ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں کے بعد جسمیں اس رخنہ کے روکنے کا ذکر ہے اوس معاہدہ کا ذکر فرما کر اہل کتاب کو وہ معاہدہ یاد دلایا ہے +

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ

کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اسکو دیوے کتاب اور حکم اور پیغمبری کرے پھر کہے لوگوں کو کہ تم

كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ

میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر لیکن تم مربی ہو جاؤ جیسے تھے تم

تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ

کتاب سکھاتے اور جیسے تھے تم پڑھتے اور نہ یہ کہے تمکو کہ ٹھیراؤ فرشتوں کو

وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ ع ۸ ۱۶

اور نبیوں کو رب کیا تمکو کفر سکھاویگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو چکو۔

تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ نجران کے مباحثہ کے وقت ایک شخص ابورافع یہودی نے آنحضرت سے کہا کہ کیا آپ ہم سے اپنی ذات کی ویسی عبادت چاہتے ہیں جسطرح سے نصارا لوگ حضرت عیسے کی پوجا کرتے ہیں اوسپر اللہ تعالے نے یہ آیتہ نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ کے نبی کا یہہ کام نہیں کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت کی وہ فرمایش کرے اور طبری نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہود اور نصارا اوس معاہدہ کے خلاف آنحضرت سے جو باتیں کرتے تھے جو معاہدہ اللہ تعالے نے سب انبیاء اور امتوں سے لیا ہے جسکا ذکر سب آسمانی کتابوں میں ہے اسیلئے اِس آیتہ اور اوپر کی آیتہ کے بعد اللہ تعالے نے معاہدہ کا ذکر کرکے اونکو معاہدہ یاد دلایا ہے تاکہ معاہدہ کے پابند ہوکر ایسی باتوں سے پرہیز کریں اور معاہدہ کے موافق اپنے وقت پر ایمان لائیں ؀

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ
اور جب لیا اللہ نے قرار نبیوں کا کہ جو کچھہ میں نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ
آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوسپر ایمان لاؤ اور اوسکی مدد کروگے فرمایا کہ تمنے اقرار کیا
وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ منزل ۱
اور اس شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہمنے اقرار کیا فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ
الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
شاہد ہوں پھر جو کوئی پھر جاوے اسکے بعد تو وہی لوگ ہیں بےحکم

یہ وہی معاہدہ ہے جسکا ذکر اوپر کی آیتہ کی تفسیر میں گذرا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے نبی سے اوس کے بعد میں آنے والی نبی کی بابت یہ عہد لیا ہے کہ اگر پہلا نبی مابعد میں آنے والے نبی کا زمانہ پاوے تو خود اوسپر ایمان لاوے جب ضرورت پڑے اوسکی مدد کرے ورنہ اپنی امت کو اس کے موافق وصیت کر جاوے یہہ معاہدہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت عیسے علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے چنانچہ اِس معاہدہ کی بنا پر اوپر کی حدیث میں آپنے یہہ فرمایا ہے کہ اگر میرے زمانہ میں موسے و عیسے علیہما السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری فرمانبرداری قبول کرتے اِس معاہدہ کو یاد دلا کر اللہ تعالے نے اہل کتاب مشرکین مکہ سب کو یوں قایل کیا ہے کہ یہود اگرچہ اپنے آپ کو شریعت موسوی کا پابند کہتے ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام کے معاہدہ اور وصیت کے خلاف ہیں اسیطرح شریعت عیسوی اور ملت ابراہیمی کی پابندی کے مدعیوں کا حال ہے لیکن اونکو یہہ یاد رہے کہ یہہ معاہدہ اللہ تعالے کی گواہی سے مکمل ہوا ہے جسکے خلاف ورزی کے وبال کا کچھہ ٹھکانہ نہیں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آیتہ میں لفظ اصر سے مراد وہی معاہدہ ہے

جسکا ذکر میثاق کے لفظ سے فرمایا ہے اصر کے معنے سخت اور شدید معاہدہ کے ہیں +

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا
اب کچھہ اور دین ڈھونڈتے ہیں سوائے دین اللہ کے اور اُسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا زور سے
وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرٰهِيمَ
اور اُسی کیطرف پہر جاوینگے تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھہ اُترا ہمپر اور جو کچھہ اُترا ابراہیم پر
وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ
اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اُسکی اولاد پر اور جو ملا موسےٰ کو اور عیسےٰ کو اور جو سب نبیوں کو
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ وَمَنْ يَبْتَغِ
اپنے رب کیطرف سے ہم جدا نہیں کرتے اُنمیں کسیکو اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں اور جو کوئی چاہے
غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝
سوائے حکمبرداری کے دین سو اُس سے ہرگز قبول نہوگا۔ اور وہ آخرت میں خراب ہے

عصیہ کے ایک استفسار کے طور پر اِن آیتہ کا تعلق اوپر کی آیتہ سے ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ جبکہ اللہ تعالے لے انے
دنیا کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے دنیا کے ہر ایک دور کی مصلحت کیموافق ایک قانون قرار دیا ہے منزل
جسکو اوس دور کی شریعت ٹھرایا ہے اور اسی مصلحت وقتیہ کے انتظام کے لئے ہر نبی اور امت سے
وہ معاہدہ قرار پاچکا ہے جسکا ذکر اوپر کی آیتہ میں ہے تو پھر اب جو کوئی اِس انتظام الٰہی میں خلل ڈالیگا
اور سوائے اِس شریعت وقتیہ کے غیر وقتیہ شریعت پر چلے گا وہ اللہ تعالے کی درگاہ سے کچھہ اجر نہ پائیگا
اور اُسکا سب کیا کرایا اکارت ہے کیونکہ اجر اوسی عمل پر ہے جو مرضی کے موافق ہو خلاف مرضی الٰہی کام پر تو اور
مواخذہ ہوگا اجر کہاں رہا۔ اور آسمان و زمین میں سب پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے اسلئے جو اوس کے حکم کے
برخلاف کرے گا وہ آخرت میں نقصان اوٹھائیگا +

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَ
کیونکر راہ دیگا اللہ ایسے لوگوں کو کہ منکر ہوگئے مان کر اور تباچکے کر رسول سچا ہے اور
جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝ أُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ
پہنچ چکے اُنکو نشان اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو ایسے لوگونکی سزا یہ ہے
أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خٰلِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ
کہ اُنپر لعنت اللہ کی اور فرشتونکی اور لوگوں کی سب کی پڑے رہیں اُسمیں نہ ہلکا ہو

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ
اُوپر عذاب اور نہ اُنکو فرصت ملی مگر جنھوں نے توبہ کی اسکے بعد اور سنوار پکڑی تو البتہ اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ
بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ منکر ہوئے مان کر پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہوگی اُن کی توبہ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ
اور وہی ہیں راہ بہولے جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے منکر ہی تو ہرگز قبول نہ ہوگا ایسے کسی سے
مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝
زمین بھر کر سونا اگرچہ بدلا دیوے یہ کچھ اُن کو دکھ کی مار ہے اور کوئی نہیں اُنکا مددگار

نسائی اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ حارث بن سوید انصاری اور طعمہ بن ابیرق وغیرہ سب بارہ شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے اور مدینہ سے مکہ کو چلے گئے اوسپر اللہ تعالیٰ نے اس آیتہ کا ٹکڑا ولا ہم ینظرون تک نازل فرمایا پھر حارث بن سوید کو اپنے مرتد ہوجانے پر بڑا افسوس ہوا تو اُنھوں نے انصار سے جو اُنکی قوم کے مدینہ میں تھے یہ پیغام کہلا بھیجا کہ وہ آنحضرت سے دریافت کریں کہ کیا ہم لوگوں کی توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے دوسرا ٹکڑا آیتہ کا الا الذین تابوا نازل فرمایا۔ اوسپر حارث بن سوید پھر مدینہ میں آکر مسلمان ہوگئے اور ان کے ساتھ کے گیارہ آدمی فتح مکہ تک مرتد رہے فتح مکہ کے وقت چند شخص اونمیں کے مسلمان ہوگئے اور چند حالت کفر میں مرگئے جنکا ذکر آیتہ کے آخر میں ان الذین کفروا سے آخیر پارہ تک ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دوسری روایت جو ہے کہ یہ آیتہ کا ٹکڑا اہل کتاب کی شان میں ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ یہود کی شان میں بھی یہ آیتہ صادق آتی ہے ورنہ پہلے شان نزول جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مسند بزار میں ہے اوسکی سند قوی ہے اور یہود پر مرتد ہوجانے کا مطلب اسطرح صادق آتا ہے کہ آنحضرت کے نبی ہونے سے پہلے یہود لوگ آنحضرتؐ کو نبی برحق جانتے تھے اور آپکا نام لیکر فتح کی دعا مانگتے تھے جب آنحضرت نبی ہوئے تو مرتدوں کی طرح آپ سے پھر گئے اس آیتہ کے معنے میں ایک شبہ یہ پڑتا ہے کہ الا الذین تابوا سے فان اللہ غفور رحیم تک تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی توبہ کے قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہے اور پھر ان الذین کفروا بعد ایمانہم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتہم واولئک ہم الضالون سے آخیر پارہ تک یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ مرتد ہوں اور زمانہ مرتدی میں خوب کفر میں سرشار رہیں تو اون کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی آیتہ کے دونوں ٹکڑوں کے ملانے سے مطلب اصلی آخر کو کیا نکلا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جسطرح ہر چیز کا اللہ کے یہاں وقت مقرر ہے اسیطرح توبہ کا بھی وقت مقرر ہے وہ وقت یہ ہے کہ مثلاً آدمی ایسے مجبوری اور اضطرار کی حالت میں شرک کفر یا کبیرہ گناہ سے توبہ کرے جیسے فرعون نے بالکل ڈوبتے وقت توبہ کی اور قبول نہیں ہوئی یا مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت سب لوگ توبہ کرینگے تو ایسی توبہ قبول نہوگی۔ بلکہ وہ توبہ قبول ہوگی کہ ایسے وقت آدمی توبہ کرے کہ اپنی موت کا ابھی اوسکو پورا یقین ہوکر اوسکی حالت اضطرار کی نہ ہوئی ہو اپنی زیست کا اوسکو بھروسا ہو اور اس زیست کے سمجھے ہوئے زمانہ میں اوسکا گناہ سے باز رہنے کا اور آئندہ نیک کام کرنے کا پورا پورا ارادہ ہو ورنہ اگر دم اکھڑ جانیکے بعد

جب خراٹا لگ گیا اور موت کا پورا یقین ہوگیا اور موت کے سامنے آجانے سے ایک اضطراری حالت پیش آگئی تو
اوس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ سورہ نساء میں جو توبہ کے قبول ہونے کی آیتہ آوے گی اسمیں اللہ تعالےٰ
نے فرمادیا ہے کہ توبہ اونہی لوگوں کی قبول ہوتی ہے کہ گناہ کرتے ہی جھٹ پٹ توبہ کرلیتے ہیں اور جو لوگ مرتے دم
تک برائیاں کرتے ہیں اور جب موت بالکل سامنے آجاتی ہے تو توبہ کرتے ہیں اُنکی توبہ تو نہیں ہے اور موت بالکل سامنے آجانی کی
تفسیر حدیث شریف میں آئی ہے کہ وہ خراٹا لگجانیکا وقت کہ دم اکھڑ کر سینہ میں آجاتا ہے اور کوئی چیز پینے کی منہ میں دو تو دم خرخر کرتا ہے اور وہ چیز
نگلی نہیں جاتی۔ چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایتہ ہے کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ جتبک موت کا خراٹا نہ لگے اوس وقت تک اللہ تعالےٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے ترمذی
نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اب رہی یہ بات کہ کوئی مشرک بلا توبہ مرجاوے تو اوسکا اور مسلمان جو گناہ کبیرہ کرکے
بغیر توبہ کے مرجاوے اوسکا ایک حکم ہے یا دونوں میں کچھ فرق ہے اوسکی صراحت بقدر ضرورت یہ ہے کہ آیتہ

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء اور آیتہ انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ
سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو مشرک وقت مقررہ پر توبہ نہ کرے اور بغیر توبہ کے مرجاوے تو اوسکی بخشش نہیں ہے اور
مسلمانان کبیرہ کا گناہ گار بغیر توبہ کے مرجائے تو اوسکی بخشش اللہ تعالےٰ نے اپنے اختیار میں رکھی ہے۔ حدیث میں
ان دونوں آیتوں کی صراحت یوں آئی ہے کہ نامہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں تین طرح کے ہیں ایک نامہ اعمال شرک
کا ہے۔ اس نامہ اعمال والے شخص کی بخشش ہرگز نہیں ہے۔ ایک نامہ اعمال اون کبیرہ گناہوں کا ہے جو فقط اللہ کا گناہ ہے
جیسے نماز کا نہ پڑھنا۔ یا روزہ کا نہ رکھنا۔ ان گناہوں کی توقع ہے کہ اللہ غفور رحیم ہے بخش دیوے گا۔ ایک نامہ
اعمال اون کبیرہ گناہوں کا ہے جن گناہوں میں بندوں کا بھی حق ہے۔ جیسے کسیکا مال چرانا۔ یا کسیکی عورت سے بدفعلی کرنا
اسکا بدلا اور انصاف ضرور ہوگا۔ یہ روایتہ حضرت عائشہؓ سے مسند امام احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم میں آئی ہے
اور شرح جامع صغیر میں اسکو صحیح کہا ہے۔ اور اسباب میں مثل حدیث حضرت عائشہ کے اور بھی صحیح حدیثیں ہیں آیتہ کے
بعد آیتہ کے جن دو ٹکڑوں میں شبہ پڑتا تھا اون دو ٹکڑوں کو ملاکر حاصل معنے یہ ہوئے کہ وقت مقررہ پر مرتد اور
گناہگار کی توبہ قبول ہے۔ اور مرتد یا گنہگار وقت مقررہ ٹال کر موت کے بالکل سامنے آجانے تک حالت
مرتدی یا گنہگاری میں شریر رہے اور عین مرتے وقت توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول نہیں ہے۔ اور جس مسلمان
گنہگار کی آخری وقت کی توبہ قبول نہیں ہے اوسکی بخشش کی توقع ہے۔ مشرک کی بخشش کی توقع نہیں
ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو ہر ایک طرح کے شرک سے بچائے۔ آمین ؎

پارۂ تلك الرسل تمام شد